۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماںؑ ادرکنیؑ

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

present ziaraat.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

علم رجال کی چار اصلی کتب

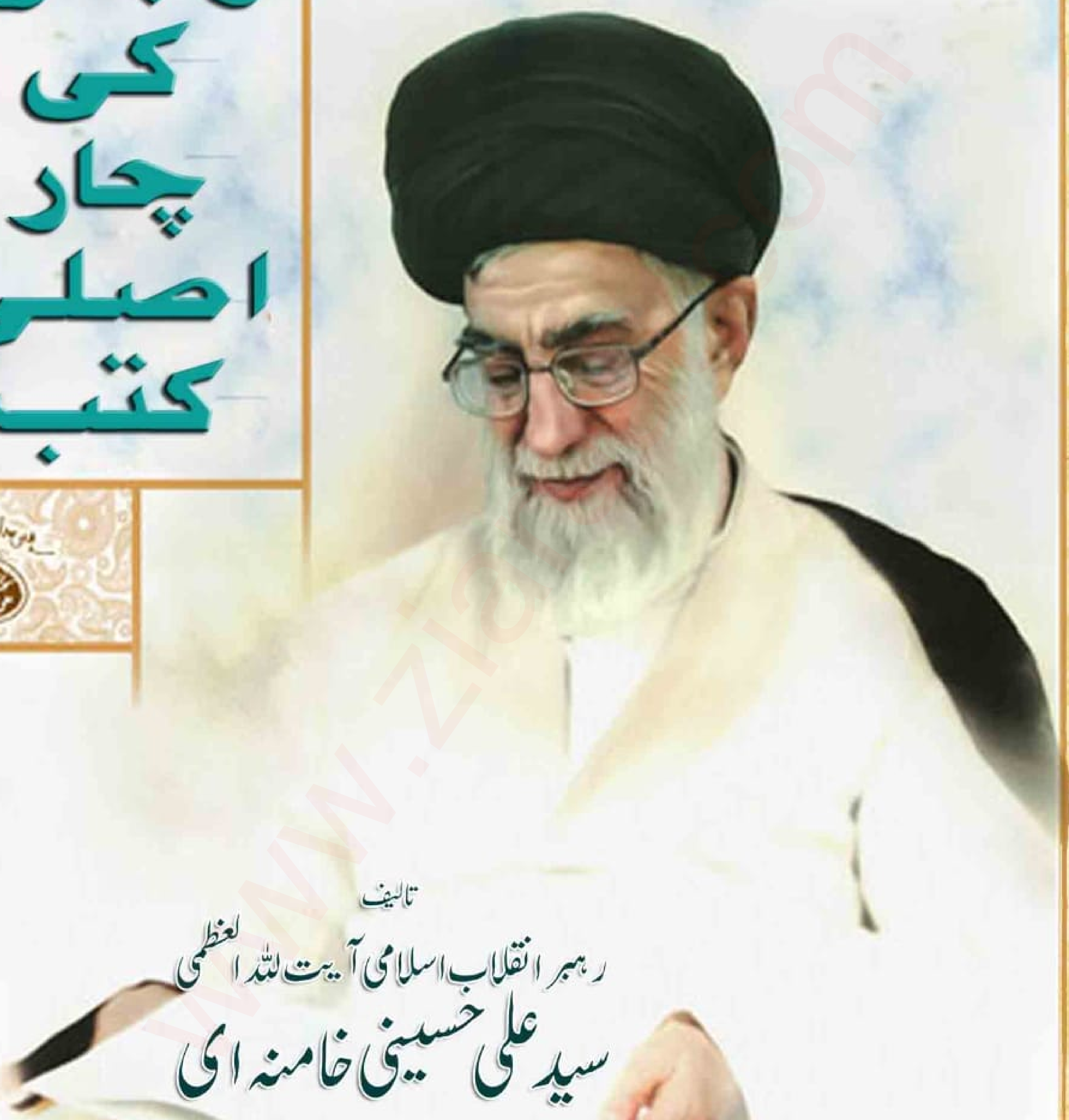

تالیف

رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمی

سید علی حسینی خامنہ ای

ترجمہ

سید سبطین علی نقوی امروہوی

present ziaraat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

وَ ما آتاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

www.ziaraat.com

علم رجال کی چار اصلی کتب

present ziaraat.com

www.ziaraat.com

present ziaraat.com

علم رجال کی چار اصلی کتب

تالیف: رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمی سید علی حسینی خامنہ ای (حفظہ اللہ)

ترجمہ: سید سبطین علی نقوی امروہوی

www.ziaraat.com

Ziaraat.com

Online Library

present ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب............... علم رجال کی چار اصلی کتب
مصنف............... آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای
مترجم............... سید سبطین علی نقوی امروہوی
نظر ثانی............... سید زین علی زیدی
کمپوزنگ............... سید سبطین علی نقوی امروہوی
ناشر............... Ziaraat.com
سال اشاعت............... نومبر ۲۰۱۸ بمطابق ۱۴۴۰ ہجری قمری
ہدیہ...............

Copyright© 2018 by DMF Publications

All rights reserved. This book or any portion thereof may not be reproduced or used in any manner whatsoever without the express written permission of the publisher except for the use of brief quotations in a book review.

DOT Management Foundation - Ziaraat.com

Under the supervision of Sabil-e-Sakina (S.A) Online Islamic Digital Library

0092(0)3332000464	webmaster@ziaraat.com	fb.com/ziaraatdotcom
0092(0)3333589401	mail@dmfpak.org	www.dmfpak.org

present ziaraat.com

انتساب

اس ہستی کے نام جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ، وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ، كَرَّاراً غَيْرَ فَرَّارٍ، لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ»

کل میں علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے، وہ کرار غیر فرار ہو گا، وہ واپس نہیں لوٹے گا یہاں تک کہ اللہ اس کے ہاتھوں پر (خیبر) فتح فرمائے گا۔

(الکافی: ج۸، ص۳۵۱)

present ziaraat.com

علم الرجال کا موضوع

جس موضوع سے متعلق بحث کرنا مقصود ہے 'یعنی علم رجال کی چار اصلی کتب کی تشخیص اور قدر و قیمت معلوم کرنا'[1] اس میں داخل ہونے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اجمالی طور پر اس علم کے موضوع، تاریخ اور فائدے کے بارے میں بحث پیش کی جائے۔

علم الرجال کی تعریف

سب سے پہلے جس نکتے کی جانب توجہ دلانا مقصود ہے وہ یہ کہ اس تحریر میں علم الرجال سے مراد علم الرجال کے عام معنی ہیں، جس کی ہم یوں تعریف بیان کر سکتے ہیں: ایک ایسا علم جس میں افراد کے ایک گروہ سے آشنائی حاصل کی جاتی ہے جو کسی خاص جہت میں مشترک ہوں اور ان کے احوال یا انساب یا تالیفات یا ان کی دوسری خصوصیات کے حوالے سے اطلاعات کا باہم پہنچائی جاتی ہیں۔

اس بنا پر علم الرجال کی خاص معنی میں تعریف فہرست، تراجم، انساب اور مشیخہ پر مشتمل ہو گی۔ کیونکہ اصطلاح خاص میں علم الرجال وہ علم ہے جو حدیث کے راویوں کی ان کے نام، یا

---

[1] گویا علم الرجال سے متعلق بعض کتب اور قدماء کی بعض مصنفات میں بھی تاریخ الرجال سے منظور یہی تراجم ہیں، جیسے کہ کتاب عقیقی بھی اسی سے مختص ہے.

present ziaraat.com

ان کے اوصاف ،جو انکے قول یا روایت کے قبول و رد میں دخالت رکھتے ہوں ،کی معرفت حاصل کرنے سے بحث کرتا ہے۔

فہرست اس مجموعے کو کہتے ہیں کہ جس میں کتابوں کے مؤلفین و مصنفین کے اسماء جمع کیے جاتے ہیں۔ تراجم بطور عام ان کتب کو کہتے ہیں جس میں علماء یا راویوں کے حالات زندگی کو بیان کیا جاتا ہے ان امور کی جانب اشارہ کیے بغیر جو روایت کے رد و قبول میں مؤثر ہوں۔ مشیخہ احادیث حدیث کے اسانید کے سلسلے کو بیان کرتا ہے۔

اس کے علاوہ معنی خاص میں علم الرجال مختلف میلانات کے حساب سے مختلف محدود تر موضوعات میں تقسیم ہوتا ہے اور ان سے مربوط کتب مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض کتب میں بطور عام راویوں کے اسماء، ان کی وثاقت یا عدم وثاقت کو بیان کیے بغیر، ذکر کیے جاتے ہیں۔ جیسے طبقات الرجال جو (احتمالاً) احمد بن ابی عبد اللہ برقی (م ۲۷۴ یا ۲۸۰ ھ) کی تالیف ہے۔ دوسری کتب یا ممدوحین کے بارے میں ہیں یا مجروحین کے بارے میں، جیسے ابن داؤد قمی (م ۳۶۷ھ) کی کتاب، اور ایسے ہی ان کے استاد احمد بن محمد بن عمار الکوفی (م ۳۴۶ھ) کی کتاب جو ابن داؤد کی کتاب سے زیادہ مفصل ہے۔ بعض کتب فقط کسی ایک امام کے اصحاب سے متعلق ہیں جیسے ابن عقدہ (م ۳۳۲ یا ۳۳۳ھ) کی کتاب، جو فقط امام صادقؑ کے اصحاب کے بارے میں ہے اور اس میں چار ہزار راویوں کے اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔ اور بعض دوسری کتب میں کوئی اور جہت ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے جیسے عبد العزیز بن یحییٰ الجلودی (م

present ziaraat.com

۳۳۲ھ) کی کتاب جس میں ان اصحاب رسول ﷺ کے نام شامل ہیں جنہوں نے امام علیؑ سے روایت نقل کی ہے، یاابن زیدویہ[۲] کی کتاب جو آل ابی طالب کی راوی خواتین کے بارے میں ہے(من روی من نساء آل ابی طالب) اوراس کے علاوہ دوسری کتب کہ جن کا ہم آگے چل کر ذکر کرینگے۔

شیخ نجاشی و شیخ طوسی کے دور تک علم الرجال کی اجمالی تاریخ کا بیان

یہ علم قدیم زمانے یعنی طلوع اسلام کی اولین قرون سے ہی مسلمانوں کی توجہ کا مرکز رہااور اس ضرورت کے تحت جو تدریجی طور پر اس کے لیے محسوس کی جاتی رہی، اس کا دامن وسیع ہوتا چلا گیا۔ اگر ہم علم الرجال کی تعریف اسی عمومیت کے تحت کریں جو گزر چکی ہے، یعنی اس کے دائرے کو حالات زندگی (یعنی تراجم) لکھنے تک وسعت دے دیں، تو اس علم کا سابقہ قرن اول کے وسط تک جا پہنچے گا، کیونکہ تقریباً ۴۰ ہجری میں[۳] عبید اللہ بن ابی رافع، جو امیر المومنینؑ

[۲] یہ کنیت بعض کتب میں ابن ریدویہ اور بعض میں ابن رویدہ ضبط ہوئی ہے اور اسے جس طرح متن میں نقل کیا گیا وہ شیخ طوسی کی کتاب الفہرست کی نقل کے مطابق ہے، لیکن بہر حال اس سے منظور علی بن محمد بن جعفر بن عنبسہ الحداد العکسری ہیں.

[۳] اس تاریخ کا تعین علامہ شیخ آقا بزرگ تہرانی کے قول پر اعتماد پر ہے (الذریعہ: ج ۱۰، ص ۸۴) لیکن اس بات پر توجہ رکھتے ہوئے کہ عبید اللہ پہلی صدی ہجری کے آخر تک بقید حیات تھے (الفہرست: ط

present ziaraat.com

کے کاتب بھی تھے، نے رسول اللہ ﷺ کے اُن اصحاب کے نام ایک کتاب میں قلمبند کیے جنہوں نے امیر المومنینؑ کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی اور ان کی رکاب میں لڑے، ظاہر آوہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رجال میں کوئی کتاب تالیف کی۔ شیخ طوسی نے الفہرست میں اس کتاب کو ((من شهد مع اميرالمومنينؑ الجمل و صفين و النهروان من الصحابةؓ)) کے نام سے ذکر کرتے ہوئے اس تک اپنی سند بیان کی ہے۔قرن سوم ہجری میں کتب حدیث کے مشہور اور تشہیر ہونے اور اصول و مصنفاتِ علم حدیث کے رواج پانے کی وجہ سے علم الرجال بھی ان کے ساتھ ساتھ رونق پا گیا اور اس فن میں نسبتاً پہلے سے زیادہ کتب تالیف ہوئیں جن میں سے بعض آج بھی موجود ہیں جو اس علم میں شیعوں کے گراں بہا آثار میں شمار ہوتی ہیں۔ من جملہ:

ا۔کتاب طبقات الرجال، تالیف احمد بن ابی عبد اللہ برقی [4]؛ جس کا ناقص نسخہ آج تک موجود ہے؛

نجف، پاورقی ص ۱۳۳، نقل از تقریب ابن حجر)، یہ قول بنا دلیل کے رہ جاتا ہے مگر یہ کہ ان کی تالیف انہیں سالوں کے یعنی ۴۰ ہجری کے قریب قریب ہو.

[4] الذریعۃ: ج ۱۰، ص ۹۹ والاسناد المصفیٰ: ص ۷۹.اس کتاب کے مؤلف کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صاحب کتاب الذریعہ علامہ تہرانی کی نظر کے مطابق ہے جو انہوں نے اپنے رسالہ مشیخہ بنام الاسناد المصفیٰ میں بھی ذکر کیا ہے. وہ بھی اس نظر میں شیخ نجاشی اور شاید بعض دوسرے علمائے رجال کے مطیع

present ziaraat.com

۲۔ابو محمد عبد اللہ بن حبلہ بن حیان بن ابجر الکنانی (م ۲۱۹ھ) کی کتاب؛[5] جنہیں شیخ طوسی نے اپنی کتاب رجال میں امام موسی کاظمؑ کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے اور نجاشی نے متعدد کتب، من جملہ کتاب رجال، کی ان سے نسبت دی ہے۔اس کے علاوہ بھی قرن سوم کی کچھ اور رجالی کتب عبارت ہیں:

۳۔رجال حسن بن علی بن فضال (م ۲۲۴ھ)؛جو شیخ نجاشی کے دور میں مشہور تھی اور شاید ان کے پاس موجود بھی تھی؛[6]

ہیں. دوسرا گروہ اس کتاب کو ان کے والد ابو عبد اللہ محمد بن خالد برقی سے منسوب جانتا ہے. لیکن معاصر محقق ورجالی شیخ محمد تقی شوستری، صاحب قاموس الرجال ان دونوں اقوال کو مردود شمار کرتے ہیں اور طبقات الرجال کے مؤلف کو طبقہ روایت کے قرینے کی بناپر، عبد اللہ بن احمد البرقی جو کلینی کے مشائخ میں سے ہیں یا احمد بن عبد اللہ برقی جو شیخ صدوق ثانی کے مشائخ میں سے ہیں، جانتے ہیں. البتہ ان دو احتمالات میں سے دوسرے کو حقیقت سے زیادہ نزدیک سمجھتے ہیں. تفصیل کے لیے دیکھیے: قاموس الرجال: ج ۱، ص ۳۱۔۳۲.

[5] فہرست نجاشی: طبع سربی، تہران، ص ۱۶۰. قاموس الرجال میں یہ تاریخ فہرست نجاشی کی نقل کے مطابق ۲۲۹ھ لکھی گئی ہے. البتہ فہرست نجاشی کے دو مطبوعہ نسخوں اور بعض دوسری کتب جیسے الذریعہ اور تاسیس الشیعۃ جنہوں نے اس تاریخ کو نجاشی سے نقل کیا ہے کی جانب رجوع کرنے سے یہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ صاحب قاموس یا علامہ مامقانی صاحب تنقیح المقال (کہ قاموس الرجال تقریباً ان کی کتاب پر حاشیہ ہے) سے اس تاریخ کو ثبت کرنے میں غلطی ہوئی ہے.

[6] الذریعۃ: ج ۱۰، ص ۸۹.

present ziaraat.com

۴۔ رجال حسن بن محبوب (م ۲۲۴ھ) بنام معرفۃ رواۃ الاخبار؛ [۷] اور یہ ان کی کتاب مشیخہ کے علاوہ دوسری کتاب ہے جس کی ابو جعفر اودی نے رجال کے اسماء کی ترتیب کے حساب سے فصل بندی کی ہے؛

۵۔ اس کے علاوہ رجال کی دوسری کتاب، رجال ابراہیم بن محمد بن سعید ثقفی (م ۲۸۳ھ) ہے؛ [۸]

۶۔ اور کتاب رجال حافظ ابو محمد عبدالرحمن بن یوسف بن خراش المروزی البغدادی (م ۲۸۳ھ)۔ [۹]

جو کچھ بیان ہوا اس سے روشن ہو جاتا ہے کہ سیوطی نے جو کچھ کتاب اوائل میں علم الرجال کے پہلے مؤلف کے بارے میں کہا ہے، جس کی بنا پر انہوں نے شعبہ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ) جو آئمہ اہلسنت میں سے ہیں، کو پہلا مؤلف رجال قرار دیا گیا ہے، [۱۰] تو یہ بات حقیقت

---

[۷] معالم العلماء، تالیف محمد بن علی بن شہر آشوب (م ۵۸۸ھ) ط، عباس اقبال، ص ۲۸. لیکن فہرست شیخ طوسی میں فقط مشیخہ کا ذکر ہے اور اس کتاب کا ذکر موجود نہیں.

[۸] الذریعۃ: ج ۱۰، ص ۱۴۷.

[۹] الذریعۃ: ج ۱۰، ص ۱۵۴.

[۱۰] تاسیس الشیعۃ لفنون والاسلام، تالیف علامہ سید حسن صدر (م ۱۳۵۴ھ)، ص ۲۳۳. علامہ صدر نے سہو قلم کی وجہ سے شعبہ کی وفات کو ۲۶۰ھ ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اسے ابن جبلہ سے متاخر مانا ہے اور عبداللہ بن جبلہ کو اس علم کا پہلا مؤلف جانا ہے.

present ziaraat.com

و تحقیق سے نزدیک نہیں اور جیسا کہ ہم جان چکے ہیں کہ علم الرجال کا آغاز پہلی صدی ہجری میں ہی ہو چکا تھا اور شعبہ کی کتاب سے ایک صدی سے بھی پہلے اس موضوع پر عبداللہ بن رافع کے توسط سے کتاب لکھی جا چکی تھی۔

اسی جیسی ایک اور غلطی بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن معاصر مصری لکھاری شیخ محمد ابو زہرہ سے اپنی مفید کتاب 'الامام الصادق' میں سرزد ہوئی ہے، جو بے شک ان کے شیعہ مصادر و ماخذ میں عدم دقت کا نتیجہ ہے اور اس غلطی میں کوئی فرقہ ورانہ یا تعصب آمیز میلانات مضمر نہیں۔ انہوں نے شیخ طوسی کی کتاب الفہرست کو شیعوں کی پہلی رجالی کتاب سمجھا، اور اس عنوان سے کہ یہ شیعوں کے یہاں ایک نئی ثقافت کے افق کا آغاز تھا، اس کاوش کو سراہا اور اس کی بڑی ستائش و تمجید کی۔[11] یہ فیصلہ کرنا خود کتاب فہرست میں عدم دقت کا نشانگر بھی ہے۔ کیونکہ شیخ خود اس کتاب کے مقدمے میں اس زینے میں علمائے متقدمین کی جانب سے لکھی گئی دوسری کتب کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ بہرحال تیسری صدی ہجری میں رجالی کتب کی تالیف و تدوین جو نسبتاً وسعت پا گئی تھی، چوتھی صدی ہجری میں اس سے زیادہ وسیع، متنوع اور جامع ہو گئی۔ اس زمانے کی بہت سی کتب کی تحقیق سے جو کچھ ہاتھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ کتب محدود و محصور تر موضوعات پر لکھی گئیں، گویا اس صدی میں تخصص کی جانب میل کا شیوہ

[11] الامام الصادق: ط مصر، ص ۴۵۷.

present ziaraat.com

رواج پا گیا تھا اور تخصیص مضامین اور متنوع موضوعات مستقل طور پر علمائے فن کے یہاں توجہ کا باعث بنے اور یہ خود مذکورہ صدی میں اس علم کی وسعت پر دلیل ہے۔ جیسے ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید المعروف بہ ابن عقدۃ (م ۳۳۲ یا ۳۳۳ھ)[۱۲] نے امام صادقؑ کے اصحاب پر مشتمل کتاب رجال ترتیب دی جس میں انہوں نے چار ہزار اصحاب امام کے اسماء ذکر کیے جنہوں نے امام کی صحبت اور ان سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بھی اس جانب اشارہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ابوالحسین احمد بن الحسین بن عبید اللہ غضائری نے دو کتب شیعہ مؤلفین کے بارے میں لکھیں (جنہیں اصطلاحاً فہرست کہا جاتا ہے) اور دوسری کتاب ضعیف اور غیر موثق راویوں پر تحریر کی جس کا نام الضعفاء تھا۔[۱۳] قاضی ابو بکر محمد بن عمر الجعانی البغدادی (م ۳۵۵ھ) جو اپنے زمانے کے حدیث و رجال کے بزرگان میں شمار ہوتے تھے،[۱۴] نے ایک بڑی کتاب **الشیعۃ من اصحاب الحدیث و طبقاتھم** کے

---

[۱۲] شیخ نے فہرست میں ان کا سال وفات ۳۳۳ھ جبکہ کتاب رجال میں ۳۳۲ تحریر کیا ہے. محقق شوستری پہلے قول کو حقیقت سے نزدیک تر سمجھتے ہیں. دیکھیے: قاموس الرجال: ج۱، ص۳۹۷.

[۱۳] یہ کتاب پہلی بار جمال الدین ابو الفضائل احمد بن طاؤوس حلی (م ۶۷۳ھ) نے کشف کی اور اپنی کتاب حل الاشکال میں اسے درج کیا. جس میں کتاب الضعفاء کے علاوہ علم الرجال کی چار اصولی کتب کو بھی جمع کیا گیا ہے. بیشتر جاننے کے لیے رجوع کیجیے: الذریعۃ: ج۱۰.

[۱۴] قاموس الرجال: ج۸، ص ۳۲۳، نقل از انساب سمعانی.

present ziaraat.com

نام سے شیعہ راویوں کے طبقات کے بارے میں لکھی، جسے شیخ نجاشی نے سماع کیا، انہوں نے ایک اور کتاب اصحاب کے طبقات کی تفصیل میں بغداد میں،[۱۵] اور چند دیگر کتب جو حدیث کے راویوں سے مربوط محدود موضوعات پر تھیں، تالیف فرمائیں۔[۱۶]

چوتھی صدی ہجری کی چند مشہور رجالی کتب کچھ اس طرح ہیں:

۱۔ رجال ابن داؤد قمی (م ۳۶۸ھ) جو ممدوحین و مذمومین کے بارے میں ہے؛

۲۔ رجال محمد بن علی بن بابویہ قمی المعروف بہ صدوق (م ۳۸۱ھ)؛

۳۔ فہرست حسن بن محمد بن الولید قمی (م ۳۴۳ھ) شیخ صدوق اور دوسرے قمی (محدثین) کے استاد؛

۴۔ کتاب الطبقات ابن دول (م ۳۵۰ھ)؛

۵۔ کتاب رجال کلینی، صاحب کتاب معروف الکافی، محمد بن یعقوب الکلینی (م ۳۲۸ یا ۳۲۹ھ)؛

۶۔ ابو غالب رازی کا مشہور رسالہ جو انہوں نے اپنے پوتے کو آل اعین وغیرہ کے راویوں کے تراجم کے زمینے میں لکھا، جو ایک بار ۳۵۶ ہجری اور دوسری بار ۱۱ سال کے بعد ۳۶۷ ہجری میں لکھا گیا؛

---

[۱۵] الذریعۃ: ج۱، ص۳۲۳.

[۱۶] الفہرست: ط نجف، ص۱۷۸؛ قاموس الرجال: ج۸، ص۳۲۲.

present ziaraat.com

۷۔ان سب سے زیادہ معروف تر کتاب **معرفة الناقلين عن الائمة الصادقين عليهم السلام** ہے؛[۱۷] جو شیخ ابی عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی (م نزدیک نیمہ قرن چہارم) کی تالیف ہے۔[۱۸] اس کتاب کا خلاصہ اور انتخاب اختیار الرجال کے نام سے دور حاضر میں موجود ہے اور اس کا مطبوعہ نسخہ معروف اور دسترس میں ہے۔ تقریباً پانچویں صدی ہجری کے نصف یعنی پہلی رجالی کتاب کی تالیف کے تین قرن بعد، اصول اربعہ رجالی یعنی اس علم کی وہ چار مشہور و معروف اور قابل استناد کتب جو اپنے سے قبل کی کتب و مصنفات کی ترکیب، تصحیح اور امتزاج سے تشکیل پائی تھیں، تحریر کی گئیں۔ اور اس علم کی تاریخ میں ایک نیا سنگ میل قرار پائیں۔ یہ چار کتب جو خوش قسمتی سے حوادث زمانہ کی نظر نہ ہوئیں اور ان کی اصل آج تک باقی ہے اور ان میں سے بعض مکرر طبع ہوتی رہی ہیں؛ عبارت ہیں:

۱۔اختیار الرجال،

۲۔الفہرست،

۳۔الرجال (یہ تینوں ہی شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن طوسی م ۴۶۰ھ کی تالیف ہیں)

---

[۱۷] اس کتاب کے نام کے بارے میں ہم نے اسی مقالے میں اختیار الرجال سے مربوط حصے میں تفصیل سے کلام کیا ہے.

[۱۸] سید محمد صادق بحر العلوم کے بقول جو مقدمہ رجال شیخ میں موجود ہے، ط نجف، ص ۶۱.

present ziaraat.com

۴۔اور کتاب الفہرست جو رجال نجاشی کے نام سے معروف ہے، شیخ احمد بن علی نجاشی (م ۴۵۰ھ) کی تالیف ہے۔[19]

---

[19] شیخ نجاشی کے سال وفات کے بارے میں یہ وہ مشہور قول ہے جسے متاخر مؤلفین جیسے علامہ مامقانی اور علامہ تہرانی نے قبول کیاہے اور ان کے علاوہ بھی دوسرے افراد نے یہی ذکر کیا ہے. بعض افراد نے یہی تاریخ بیان کی ہے لیکن ان کی عبارت یہ ہے کہ شیخ سے دس سال قبل نجاشی کی وفات ہوئی. فقط محقق شوستری صاحب قاموس الرجال نے اس قول میں شک کیا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ نجاشی نے اپنی کتاب میں محمد بن الحسن بن حمزہ بن ابی یعلی کا عنوان قائم کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۴۶۳ھ میں ہوئی. پس لازم ہے کہ نجاشی اس تاریخ تک زندہ رہے ہوں اور اس کے بعد اس دنیا کو الوداع کہیں.(قاموس: ج۱، ص ۳۴۷) لیکن فاضل محقق بزرگوار سید موسی شبیری زنجانی نے اس بارے میں ایک متین استدلال پر مبنی نظر پیش کی ہے اور صاحب قاموس کے قول کو مردود ثابت کیا ہے. انکی نظر عیناً یوں ہے: کیونکہ نجاشی نے شیخ طوسی (م ۴۶۰ھ) کی وفات کو اپنی کتاب میں نہیں لکھا اور شیخ کی مشہور کتب جیسے مبسوط اور تبیان کا نام بھی ذکر نہیں کیا، (تو اس سے) اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ تاریخ (یعنی محمد بن الحسن بن حمزہ کی تاریخ وفات جو کتاب نجاشی میں مرقوم ہے) یا تو غلطی ہے اور یہ اصل میں ۴۳۶ ہے یا پھر یہ الحاقی خطوط میں سے ہے. اور (رہی) حاشیے کو متن کے ساتھ خلط کر دیے جانے کی نظیر (کی بات)، تو ایسا بہت سی کتب میں اتفاق پذیر ہوا ہے. اسی کی مثال عبدالکریم قشیری (م ۴۶۵ھ) کی تاریخ وفات ہے جو خطیب بغدادی کی کتاب تاریخ بغداد کے بعض نسخوں میں موجود ہے جو کہ خود ۴۶۳ھ میں فوت ہوئے ہیں. اور الحاقی خطوط فہرست ندیم (م ۳۸۰ یا ۳۸۵ھ) میں بہت زیادہ ہیں اور اقوی یہی ہے کہ دوسرا احتمال صحیح ہے. جیسا کہ عبدالکریم بن طاؤوس کی کتاب فرحۃ الغری کی جانب مراجعہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے.

present ziaraat.com

ان چاروں کتب کو تالیف ہوئے صدیاں بیت جانے کے باوجود بھی یہ اس علم و فن کے ماہرین کے یہاں قابل مراجع، توجہ اور استفادہ رہیں ہیں۔ اور جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو گا کہ ان کی اساس پر مختلف کام جیسے ترتیب، باب بندی،، جمع اور تفصیل کا کام انجام پایا ہے۔ اس صدی کو ان چار کتب کی تالیف کی وجہ سے بعد والی صدیوں کے لیے سنگ میل اور آج کی تاریخ تک رجالی فعالیتوں کے لیے نقطہ اوج جاننا چاہیے۔

علم الرجال کے تمام مضامین و موضوعات میں تدوین کا آغاز و سبب

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ علم الرجال اپنے عام معنی میں متعدد مضامین پر مشتمل ہے، من جملہ :

۱۔ رجال اصطلاح خاص میں (راویوں کے اسماء اور ان کی اس صفات کے بارے میں جاننا جو ان کی روایت کے ردو قبول میں دخیل ہوں)

۲۔ فہرست (مؤلفین و مصنفین کے اسماء سے آشنائی)

۳۔ تراجم یا تاریخ الرجال (علماء یا روات کے حالات زندگی سے آشنائی لیکن ان کی روایات کے ردو قبول میں دخیل موارد کی جہت سے نہیں)

۴۔ مشیخہ (اساتید کے سلسلہ اسناد روایت سے آشنائی)

present ziaraat.com

ان تمام مضامین کی تاریخ آغاز کے حوالے سے کافی معلومات ہماری دسترس میں نہیں۔ لیکن جیسا کہ اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایسے چند افراد جو کسی امر میں مشترک ہوں کے ناموں کی جمع آوری پہلی مرتبہ پہلی صدی ہجری میں شیعوں میں سے ایک شخص بنام عبید اللہ بن ابی رافع کے ذریعے سے عمل میں آئی۔ لیکن کتب رجال کی اصطلاحی معنی میں تدوین کی بات کریں، یعنی جو کچھ راویاں حدیث کی ان صفات وحالات سے مربوط ہے جو روایت کے ردو قبول میں دخالت رکھتے ہیں؛ تو قوی خیال کے مطابق اس کا آغاز دوسری صدی ہجری کے نیمہ اول میں ہوا یعنی جب سے حدیث نے رواج پایا۔ شاید یہ بات قاطعیت سے کہی جاسکتی ہے کہ اس فن کی اصل وجہ پیدائش اور اس سے مربوط مصنفات کی تدوین کی علت، محدثین اور حدیث جمع کرنے والوں کا حدیث تدوین کرنے کے سلسلے میں شدت کے ساتھ اہتمام اور احتیاط تھی جو ایک شک و تردد کی وجہ سے تھا۔ اس دور میں حدیث گھڑنے کے عوامل کثرت سے تھے:

اولاً: اس قدر و قیمت اور آؤ بھگت نے، جو اس زمانے میں محدثین کو حاصل تھی، بعض شہرت طلب اور جاہل افراد کو محدثین کے دائرے میں داخل ہونے پر اکسایا؛

ثانیاً: سیاسی اور فرقوں سے مربوط اغراض بھی اس امر میں ایک اہم اور مستقل عامل شمار ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں احادیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا، شیعوں کے یہاں آئمہ اہلبیتؑ، سے نسبت دی گئی۔ یہ موضوع آئمہ اہلبیتؑ یا راویوں کے بہت سے بیانات سے

present ziaraat.com

ظاہر ہے،اور یہ بات اس بات کا موجب بنی کہ اس فن کے اہل نظر افراد صحیح حدیث کو سقیم سے تشخیص دینے کے لیے راویوں کے نام اور ان میں ممدوح اور مذموم کی تمیز کو بیان کریں۔اور اس طرح اس علم سے متعلق کتابیں وجود میں آئیں۔

فہرست کے موضوع سے متعلق کتابوں کی تدوین کے آغاز کے بارے میں بھی دقیق معلومات ہمارے ہاتھوں میں نہیں۔البتہ بطور مسلم شیخ طوسی و نجاشی سے سالہا قبل بھی،کتب رجال کی تالیف کی طرح فہرست نویسی بھی متداول و مرسوم تھی اور یہ بات شیخ طوسی کی کتاب الفہرست کے مقدمے سے معلوم ہوتی ہے۔ان کی عبارت کچھ یوں ہے:

فانی لما رایت جماعة من شیوخ طائفتنا من اصحاب الحدیث عملوا فهرست کتب اصحابنا و ما صنفوه من التصانیف و رووه من الاصول... پس جب میں نے علمائے حدیث امامیہ کے ایک گروہ کو دیکھا (تو معلوم ہوا کہ) وہ ہمارے علماء کی کتب،ان کی تصانیف اور جو کچھ اصول میں ان سے مروی ہوا ہے کی فہرستیں بناتے تھے...

یہاں تک کہ محقق شوستری کے اس قول کے مطابق جو انہوں نے اپنی قیمتی کتاب قاموس الرجال میں لکھا ہے،اکثر قدماء فہرستوں کے حامل تھے۔[٢٠] ان کے بارے میں نہایتاً جو چیز کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ ان فہرستوں میں غالباً اختصار سے کام لیا جاتا تھا اور ان کے مؤلفین

[٢٠] قاموس: ج ا، ص ٣٤.

present ziaraat.com

اُن کتب کے علاوہ جن سے وہ روایت نقل کرتے تھے یا جو ان کے کتابخانے میں موجود ہوتی تھیں، دوسری کتب کے نام نہیں لکھا کرتے تھے۔[۲۱]

شیخ طوسی نے کتاب الفہرست میں ان میں سے کچھ فہرستوں کے نام بیان کیے ہیں، من جملہ؛ فہرست ابن عبدون (م ۴۲۳ھ) جس کا ذکر ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلالی کے ترجمے کے ضمن میں ملتا ہے۔[۲۲]

فہرست کے زمینے میں سب سے پہلی تفصیلی کتاب لکھنے والے ابوالحسین احمد بن حسین بن عبید اللہ الغضائری المعروف بہ ابن الغضائری ہیں جو شیخ طوسی و شیخ نجاشی کے معاصر اور رتبتاً ان دونوں پر مقدم ہیں۔ جیسا کہ شیخ طوسی نے الفہرست کے مقدمے میں لکھا ہے ابن الغضائری نے اس موضوع پر دو کامل اور بڑی کتب تحریر کیں؛ ایک فقط اصول سے متعلق تھی اور دوسری مصنفات سے مختص تھی؛[۲۳] لیکن ان کی ناگہانی موت کی وجہ سے ان دو قیمتی کتب

---

[۲۱] فہرست شیخ: ط نجف، سال ۱۳۸۰، ص ۲۴.

[۲۲] الفہرست: ص ۲۸.

[۲۳] احتمالاً اصل اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مطالب کو بنا کسی باب بندی اور ترتیب کے ذکر کیا جائے اور تصنیف اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مطالب مرتب اور کسی خاص عنوان کے تحت ذکر کیے گئے ہوں۔ یا یہ کہ اصل وہ کتاب ہے جس میں فقط روایات کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا جائے اور تصنیف وہ کتاب ہے جس میں جمع کرنے اور لکھنے والے کا کلام و بیان اور آراء بھی موجود ہوں.

www.ziaraat.com
present ziaraat.com

کے واحد قلمی نسخے ان کے ورثاء میں سے ایک کی سستی کی وجہ سے تلف ہو گئے اور یہ قیمتی اور عظیم کتب جو کہ اگر باقی رہ جاتیں تو یقیناً شیعوں کا رجالی سرمایہ محسوب ہوتیں، تلف ہو گئیں اور بعد والی نسلوں تک منتقل نہ ہو سکیں۔[24]

شیخ نجاشی نے اپنی معتبر و مبسوط فہرست جو رجال نجاشی کے نام سے مشہور ہے کے مقدمے میں، فہرست لکھنے کی جو وجہ و علت بیان کی ہے اس سے فہرستوں کے لکھے جانے کی علت کو جانا جا سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

فانی وقفت علی ما ذکرہ السید الشریف اطال اللہ بقائہ و ادام توفیقہ من تعییر قول من مخالفینا انہ لا سلف لکم و لا مصنف۔ و ھذا قول من لا علم لہ بالناس و لا وقف علی اخبارھم و لا عرف منازلھم و تاریخ اخبار اھل العلم و لا لقی احدا فیعرف منہ...؛

اور جب میں اس سے واقف ہوا جو کچھ سید شریف کہ خدا ان کی زندگی دراز اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے نے ہمارے مخالفین کا کہا مجھے بتایا کہ ہمارا نہ کوئی سابقہ ہے اور نہ کوئی مصنف۔ اور یہ اسی بندے کا کہا ہو سکتا ہے جو انہیں نہ جانتا ہو اور جو ان کی خبروں سے

---

[24] الفہرست: ص ۲۴. البتہ صاحب قاموس اس بات کے معتقد ہیں کہ یہ دونوں کتب تلف نہیں ہوئیں بلکہ ان کے بعد نجاشی کو ملیں، انہوں نے اس بات پر نجاشی کے کلام سے کچھ دلیلیں بھی پیش کی ہیں جو کسی بھی صورت اس نظر کی تائید کرنے کی قدرت نہیں رکھتیں. دیکھیے: قاموس الرجال: ج ۱، ص ۲۹۱ و ۲۹۲.

present ziaraat.com

واقف نہ ہو اور نہ ان کی منزلت جانتا ہو اور اہل علم کی تاریخی خبروں سے بھی بے خبر ہو اور نہ کسی ایسے شخص سے ملا ہو جو اسے ان سب کا تعارف کروا دے...

بے شک یہ بات یقین سے قریں ہے کہ فہرست لکھنے والے دوسرے مؤلفین کے یہاں بھی کم از کم آدھی یا ایک اہم وجہ بھی یہی تھی جس کی جانب گزشتہ عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے، یعنی شیعہ علمائے سلف کا تعارف اور ان کے مختلف فنون وعلوم میں گرانبہا آثار کا ذکر کرنا، نیز ان مخالفین کے طنز اور طعنوں کا جواب دینا جو ان آثار سے بے خبر تھے اور شیعوں پر سابقہ علمی اور علمی آثار نہ رکھنے (کے خیال) کی وجہ سے حملہ آور ہوتے تھے۔[۲۵]

دوسری صدی ہجری کے اواخر اور تیسری صدی ہجری کے آغاز میں ہمارا سامنا مشیخہ ابن محبوب (م ۲۲۴ھ) سے ہوتا ہے جو مشہور رجالی کتب میں سے ہے، اور ابو جعفر اودی[۲۶] نے اسے افراد کے اسماء کی ترتیب کے اعتبار سے فصلوں میں تقسیم کیا۔ اس بنا پر مشیخہ جو علم الرجال بمعنی عام کی ایک شاخ ہے کا سابقہ ۲۲۴ ہجری سے پہلے تک جا پہنچتا ہے۔

---

[۲۵] کتاب معالم العلماء کے مقدمے میں ابن شہر آشوب کا غزالی کے اسلام میں سب سے پہلی کتاب کے لکھے جانے سے متعلق قول کو رد کرکے، اسلام کی پہلی کتب کو امیر المومنینؑ اور ان کے بعد سلیمان، ابوذر و اصبغ وغیرہ سے نسبت دینے میں بھی، اس مکتبی علت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے.

[۲۶] نجاشی کی نقل کے مطابق: ازدی.

present ziaraat.com

تاریخ رجال میں بھی تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں کتابیں لکھی گئیں جیسے تاریخ الرجال احمد بن علی عقیقی، ان کتب کے نام کتب فہرست میں مرقوم ہیں۔[۲۷]

اس بناپر یہ کہا جاسکتا ہے کہ علم الرجال کے معنی عام میں تمام موضوع و مضامین جو ایک دوسرے سے مختلف تھے پہلی قرون میں کچھ فاصلے کے ساتھ نہ کہ طویل دورانیے کے بعد، وجود میں آئے اور پھر تدریجاً وسعت پاتے گئے اور ان تمام مضامین میں جیسے جیسے ضرورت محسوس ہوتی رہی کتابیں تالیف و تصنیف ہوتی چلی گئیں۔

اختیار رجال والفہرست

علم الرجال کی مختصر تاریخ جو کہ پہلی دو تین صدیوں سے متعلق تھی کے بیان اور اسے ملاحظہ کرنے کے بعد اس علم میں فقیہ و محدث بزرگوار شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی (۳۸۵۔ ۴۶۹) کی قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے اس

---

[۲۷] اگر عبید اللہ بن ابی رافع کی کتاب جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں افراد کے حالات زندگی پر بھی مشتمل ہو، تو ظاہر ہے کہ وہ تاریخ الرجال میں پہلی کتاب ہو گی. لیکن اس نام کے قرینے سے جو شیخ نے اس کا بیان کیا ہے یعنی من شھد مع امیر المومنینؑ، یہ امکان ہے کہ اس کتاب میں فقط اسمائے رجال موجود تھے اور اس میں ان کے حالات زندگی قلمبند نہیں کیے گئے تھے۔ اس صورت میں یہ تاریخ الرجال کے موضوع سے خارج ہو جاتی ہے.

present ziaraat.com

زمینے میں چند گرانبہا کتب تالیف کر کے اس علم میں ایک روشن نقطے کو وجود بخشا اور ایسے ہی علم حدیث میں بھی کتب اربعہ کے دوسرے مؤلفین پر سبقت حاصل کی اور علم فقہ میں بھی ایک ایسے شیوے کے ساتھ کتاب تالیف کی جس کا پہلے کوئی سابقہ نہ تھا۔ شیخ طوسی اس علم میں بھی اہم اور برجستہ کردار کے حامل اور فن و علم الرجال کی چار مشہور اور قابل اعتماد کتب میں سے تین کتب کے فراہم کرنے والے ہیں۔ شیخ نے ان کتب کی جامعیت اور شائستہ نظم، نیز قلمی اسلوب، سیلقے کی خوبی اور اپنے علمی نبوغ سے پچھلی کتب کو متروک و مہجور کر دیا۔ ان تین کتب میں سے ہر ایک علم الرجال کے مختلف موضوعات پر لکھی گئی ہے، اور مؤلف کے زمانے سے لے کر نو صدیوں کے زمانی فاصلے کو طے کر کے آج تک کے رجالی اور اس فن کے اہل نظر افراد کی بحث و تحقیق کا مدار رہی ہیں۔ اور جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا کہ ان کتب کی بنیاد پر شروح، ذیلی کتب اور تراتیب انجام پائی ہیں۔ ان تین کتب کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ اختیار الرجال؛

۲۔ الفہرست؛

۳۔ الرجال یا ابواب.

ہم بالترتیب ان تین کتب کا تعارف اور ان کے بارے میں تحقیق پیش کرینگے۔

present ziaraat.com

اختیار الرجال یا تلخیص رجال کشی؟

اشارہ

جیسا کہ آگے چل کر تفصیل سے بیان ہو گا، اس کتاب کی اصل شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی کی کتاب ہے جس کا نام **معرفة الناقلين عن الائمة الصادقين** ہے۔[۲۸] ان کی وفات تقریباً چوتھی ہجری کے نصف میں ہوئی۔ کیونکہ اس کتاب میں غلطیاں اور اضافات تھے اس لیے شیخ طوسی نے اس کی تلخیص و تہذیب کے لیے کمر کسی اور اس کے خلاصے کا نام اختیار الرجال رکھا۔ سید علی بن طاؤوس کی نقل کے مطابق جو انہوں نے کتاب فرج المھوم میں مؤلف کے خطی نسخے سے لی ہے، شیخ نے منگل کے دن ۲۶ صفر ۴۵۶ ہجری کو اپنے شاگردوں کے لیے اس کی املاء شروع کی تھی۔

کتاب کے مشخصات

اس کتاب کا موضوع، تاریخ الرجال اور ان کے طبقات کا ذکر کرنا ہے۔ اس کا مبنیٰ وہ روایات ہیں جو افراد کی مدح یا قدح میں وارد ہوئی ہیں، البتہ اس میں ان روایات کے بارے میں کوئی ذاتی نظر نہیں دی گئی۔ ہر ایک شخص کے نام کے ذیل میں ایک یا چند مستند احادیث نقل کی

---

[۲۸] منسوب بہ کش (کاف پر زبر اور شین پر تشدید کے ساتھ) جو کرگان کے علاقوں اور بقولہ ماوراء النہر کے شہروں میں سے تھا.

present ziaraat.com

گئیں ہیں جن میں اس مورد ذکر شخص کے بارے میں کسی طرح سے کوئی ذکر موجود ہو۔ یہ احادیث کبھی اس وجہ سے کہ کسی ایک ہی شخص کی قدح و مدح میں وارد ہوئی ہیں ، ایک دوسرے سے متعارض بھی ہیں ، اور اس قسم کے موارد میں معمولاً کوئی ایسا قول یا کلام بھی موجود نہیں جو ان دو حدیثوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے ، بلکہ اس میں فقط روایات کو نقل کرنے پر ہی تکیہ کیا گیا ہے۔ بہت ہی کم موارد میں کسی مورد بحث شخص یا حدیث کی سند یا متن و مضمون کے بارے میں اظہار نظر کیا گیا ہے۔ مثلا، زرارہ ابن اعین کے ذکر میں حدیث ذکر کرنے کے بعد جس کی سند کچھ یوں ہے: محمد بن بحر الکرمانی، عن ابی العباس المحاربی الجزری، عن یعقوب بن یزید، عن فضالۃ بن یعقوب... کہتے ہیں:

((محمد بن بحر ، هذا غال، و فضالة ليس مين رجال يعقوب، و هذا الحديث مزاد فيه، مغير عن وجه))[29]

یہ کتاب نہ شیعہ رجال سے مخصوص ہے اور نہ موثقین و ممدوحین سے۔ بلکہ اس میں زرارہ جیسے درخشان چہرہ شیعہ راوی جو مقبول و موثق ہیں کے حالات زندگی بھی رقم ہیں اور ساتھ ہی ابوالخطاب مقلاص، جو ایک مشہور و معروف غالی تھا کا بھی ذکر ہے۔ غیر شیعہ افراد میں سے فقط ان افراد کے اسماء ذکر کیے گئے ہیں جنہوں نے شیعوں کے لیے روایت بیان کی ہے اور

[29] اختیار الرجال: ط بمبئی، ص۹۹.

present ziaraat.com

وہ شیعہ حدیث کے رجال میں شمار کیے جاتے ہیں۔[30] پس اس کتاب میں کسی راوی کا نام آنا نہ اس کے شیعہ ہونے پر دلیل ہے اور نہ موثق ہونے پر، جیسے اس میں کسی کا نام نہ آنا نہ اس کے غیر شیعہ ہونے پر دلیل ہے اور نہ غیر ثقہ ہونے پر۔ آغاز کتاب میں سات عدد روایات حاملان وراویان حدیث کی ستائش و مدح میں نقل کی گئی ہیں اور اس کے بعد چار روایات امیر المومنینؑ کے اصحاب اور نزدیکی افراد کے بارے میں ذکر ہوئی ہیں، اس کے بعد رجال کے نام بیان کیے گئے ہیں۔ شروع میں کبھی تو فقط اس شخص کا نام ذکر کرتے ہیں جس کی شرح حال بیان کرنا مقصود ہو اور اس کے بعد اس کے بارے میں نقل شدہ روایات کو بیان کرتے ہیں۔ جیسے: **زید بن صوحان؛ جبرائیل بن احمد، قال حدثنی موسی بن معاویة بن وہب** ...الی آخر۔ مذکورہ عنوان میں جس شخص کی شرح حال بیان کرنا مقصود ہے وہ زید بن صوحان ہیں، اور جبرائیل بن احمد اس حدیث کے سلسلہ سند میں واقع پہلے راوی ہیں جو زید بن صوحان کے بارے میں نقل ہوئی ہے۔ اس حدیث کے بعد دوسری حدیث کا آغاز یوں ہوتا ہے: **علی بن محمد القتیبی، قال**...الی آخر۔ اور اسی طرح وہ تمام روایات جو زید بن صوحان کے بارے میں نقل ہوئی ہیں وہ ایک کے بعد ایک نقل کی گئی ہیں۔

---

[30] قاموس الرجال: ج۱، ص۱۶.

present ziaraat.com

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص کے بارے میں کلام منظور ہوتا ہے اس کے لیے کلمہ 'فی' کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: **فی الحسین بن بشار؛ حدثنی خلف بن حماد، قال حدثنا...الی آخر**۔ یہاں پر جس کی شرح حال بیان ہو رہی ہے وہ حسین بن بشار ہے۔ کبھی اس طرح سے بھی آغاز ہوتا ہے: **((ما روی فی))** جیسے: **فی الحسن بن محبوب**۔

وہ روایات جو ہر عنوان کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں وہ کبھی کلمہ **((حدثنی))** سے شروع ہوتی ہیں، کبھی جملہ **((وجدت بہ خط فلان))** اور کبھی ان دونوں کے علاوہ فقط حدیث کے پہلے راوی کے نام سے شروع ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں کل ۵۱۵ افراد کے عناوین موجود ہیں جو چھ حصوں میں تقدم و تأخر زمانی کے حساب سے درج کیے گئے ہیں۔ اس میں موجود افراد کے نام کسی اساس پر مرتب نہیں کیے گئے: نہ تاریخ وفات کی اساس پر، نہ آئمہ اہلبیتؑ کی صحابیت کی اساس پر، اور نہ ناموں کے پہلے حروف الف باء کی اساس پر۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں منظور نظر شخص کی شرح حال ڈھونڈنا دشوار کام ہے۔ وہ نسخہ جو بمبئی میں طبع ہوا ہے اس میں ناموں کی فہرست مربوط صفحوں کے شماروں کے ساتھ اسی ترتیب کے ساتھ درج ہے جو کتاب میں آئی ہے، جس سے رجوع کرنے کا کام کسی حد تک آسان ہوا ہے۔ البتہ ایسا ہوا ہے کہ کسی ایک شخص سے مربوط روایات کتاب میں مختلف جگہوں پر نقل ہوئی ہیں اور اب تک کوئی ایسی

present ziaraat.com

فہرست اعلام بھی مطبوعہ نسخوں کے ساتھ ملحق نہیں کی گئی جو اس نقص کو دور کر سکے،[۳۱] جس کی وجہ سے یہ اطمینان حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ جس شخص کے بارے میں جاننا مقصود ہے اس کے بارے میں اس کتاب میں موجود ہر ہر اطلاع تک دسترسی حاصل کر لی گئی ہے (یا نہیں)۔

کتاب کی نسبت شیخ طوسی کی جانب

شیخ طوسی کی جانب اس کتاب کے انتساب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علم الرجال کے اکثر علماء کا یہ ماننا ہے کہ یہ کتاب شیخ طوسی کا انتخاب اور منتخب کردہ ہے جو انہوں نے ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی کی کتاب سے اخذ کی۔ کتاب کا نام بھی کسی حد تک اس نظر کی تائید کرتا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ موجودہ کتاب، کشی کی اصلی کتاب ہے نہ

---

[۳۱] اختیار الرجال کا ایک تازہ اور جامع نسخہ جو عالم متتبع آقائے حاج میرزا حسن مصطفوی کی تصحیح و تنقیح کے ساتھ شایع ہوا ہے، جس میں ایک بہت ہی کامل اور مفصل فہرست اعلام درج ہے، نیز اس کتاب میں موجود تمام رجال مترجم و غیر مترجم کا احاطہ کیا گیا ہے. بے شک و شبہ یہ بڑی مشقت اور کوشش کے بعد حاصل کیا گیا ثمر ہے۔ اس کوشش پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں. عالم محقق سید موسی زنجانی نے بھی اس کے اعلام مترجم کی ایک فہرست مرتب کی ہے جو کسی بھی کتاب رجالی کے ساتھ یا مستقل طور پر طبع نہیں ہوئی جس کی وجہ سے مراجع کنندگان اس سے استفادہ نہیں کر سکے. ایک اور تازہ طبع جو نجف سے سید احمد الحسینی کی تصحیح و حاشیے کے ساتھ شایع ہوئی ہے میں ناموں، کنیتوں، القاب، خواتین کے اسماء و القاب و کنیات کی ایک الگ فہرست، اور متفرقہ موضوعات کی فہرست بھی شایع ہوئی ہے.

present ziaraat.com

کہ شیخ کا انتخاب کردہ مجموعہ۔ احمد بن طاؤوس حلی (م ۶۷۳ھ)، اور ان کے دو شاگردوں یعنی علامہ حلی (م ۷۲۶ھ) اور ابن داؤد حلی (متولد ۶۴۷ھ) کے کلام سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔[۳۲] البتہ چند دلائل و شواہد کی بنا پر اس کتاب کا شیخ کی طرف انتساب اور اس کی ان کے ہاتھوں سے کشی کی اصل کتاب سے منتخب ہونے کی قطعی طور پر تائید ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض دلائل کچھ یوں ہیں:

علی بن طاؤوس (م ۶۶۴ھ جو احمد بن طاؤوس کے بھائی ہیں) کتاب فرج المہوم میں اس کتاب کے ایک نسخے کا ذکر کرتے ہیں جس میں خود شیخ کے خط میں یہ لکھا ہوا تھا:

((هذه الاخبار اختصرتها من كتاب الرجال لابی عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزيز، و اخترت ما فيها))[۳۳] یعنی یہ وہ احادیث ہیں جنہیں میں نے کشی کی کتاب الرجال سے منتخب کیا ہے اور اسی کتاب میں سے انتخاب کیا ہے۔

یہ کلام اس بات پر صریح دلیل ہے کہ موجود کتاب شیخ کی منتخب کردہ ہے نہ کہ شیخ کشی کی اصل کتاب۔ شیخ طوسی نے الفہرست میں بھی اختیار الرجال نامی کتاب کی خود سے نسبت دی ہے اور اسے اپنے علمی آثار میں شمار کیا ہے۔[۳۴] نیز شیخ کے زمانے سے لے کر آج تک علماء نے

---

[۳۲] قاموس الرجال: ج۱، ص۳۳.

[۳۳] فرج المہموم: طبع نجف، ص۱۳۰.

[۳۴] الفہرست: ص۱۹۰.

present ziaraat.com

اسی مورد بحث کتاب پر نام اختیار الرجال منطبق جانا ہے اور اس نام کی کوئی دوسری کتاب موجود نہیں۔ بعض مقامات پر شیخ نجاشی جو شیخ طوسی کے ہم عصر اور مشہور فہرست کے مؤلف ہیں، بعض موضوعات کو کشی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ جن کا موجودہ کتاب میں کوئی نام ونشان نہیں؛[35] اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ کتاب کشی کا اصلی نسخہ جو نجاشی کے دور میں دسترس میں تھا، موجودہ کتاب اختیار سے جدا تھا اور یہ موجودہ کتاب اختیار اس اصلی کتاب کشی کا انتخاب اور خلاصہ ہے نہ کہ اصلی کتاب۔[36]

بہر حال اس بات میں کسی تردید کی گنجائش نہیں کہ جو کتاب رجال کشی کے عنوان سے چند صدیوں سے لے کر آج تک ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ شیخ طوسی کے انتخاب کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں، اور گمان قوی یہی ہے کہ شیخ کے زمانے کے بعد کتاب کشی کا اصلی نسخہ علمائے رجال میں سے کسی کے اختیار میں نہیں رہا اور مکمل طور پر حوادث زمانہ کی نظر ہو گیا۔ فقط ایک شخص کے بارے میں یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ اس کے پاس اس کتاب کا اصلی نسخہ تھا اور وہ شہید اول ہیں، کیونکہ انہوں نے علامہ حلی کی کتاب خلاصۃ الاقوال کے حاشیے پر اختیار الرجال سے ایک مطلب نقل کرنے کے بعد اسی مطلب کو کتاب کشی سے ایک اور طرح سے نقل کیا

---

[35] تفصیل کے لیے دیکھیے: قاموس الرجال: ج۱، ص ۳۳.

[36] مولی عنایت اللہ قہپائی نے ان کے علاوہ دوسرے ادلہ بھی ذکر کیے ہیں جو غالباً مدعا میں فائدہ پہنچانے سے قاصر ہیں. تفصیل کے لیے دیکھیے: قاموس الرجال: ج۱، ص ۳۴.

present ziaraat.com

ہے۔[۳۷] اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شہید اول کے پاس اختیار الرجال کے علاوہ کشی کی اصل کتاب بھی موجود تھی اور وہ ان دونوں میں تقابل و مقائسہ اور تطبق کیا کرتے تھے۔

لیکن محقق شوستری صاحب قاموس الرجال جو اس فن میں اعلی مقام رکھتے ہیں، اس بات کے معتقد ہیں کہ شہید اس کتاب کو جو ان کے ہاتھ میں تھی پہچانے میں غلطی سے دوچار ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ اختیار الرجال کے ہی ایک نسخے کو کشی کی اصلی کتاب سمجھ بیٹھے۔ کیونکہ اختیار الرجال کے نسخے بعض مقامات پر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس بات پر کہ شہید اول سہو و خطا کا شکار ہوئے ہیں بہترین دلیل یہ ہے کہ جس جملے کو شہید نے کتاب کشی سے نسبت دی ہے عیناً اسی جملے کو مولیٰ عنایت اللہ قہپایی[۳۸] جو اختیار الرجال کے ترتیب دہندہ ہیں نے اختیار الرجال سے نقل کیا ہے۔ علامہ حلی نے جو کلمات خلاصۃ الاقوال میں لکھے ہیں

---

[۳۷] اس صورت سے کہ پہلے علامہ سے یہ عبارت نقل کرتے ہیں: ((روی الکشی عن جعفر ابن احمد بن ایوب بن صفوان...)) یہ بات خالد البجلی کے بارے میں ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں: ((یہ حدیث توثیق و مدح پر عدم دلالت کے ساتھ ساتھ، مجہول و مضطرب السند بھی ہے کیونکہ شیخ نے کتاب اختیار میں یہ سند اس طرح نقل کی ہے لیکن کتاب کشی میں یہ سند اس طرح نقل ہوئی ہے: عن جعفر بن احمد، عن جعفر بن بشیر...)) الخ. قاموس الرجال: ج۱، ص۳۶.

[۳۸] قاف پر پیش کے ساتھ، اس کی عربی: کوہپائی ہے، یہ اسم منسوب ہے جو کوہپایہ سے منسوب ہے یا پھر کوپا سے جو اصفہان کے علاقوں میں سے ہے. یہ شیخ بہائی کے شاگردوں میں سے تھے اور انہوں نے علم الرجال میں چند کتب تالیف کیں.

present ziaraat.com

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس کتاب کشی کا اصلی نسخہ موجود تھا، کیونکہ انہوں نے کچھ مقامات پر ان عبارتوں کے ساتھ اس سے مطالب نقل کیے ہیں: ((ذکره الکشی)) یا((قال الکشی))، جبکہ موجود کتاب کشی میں ان میں سے کسی مطلب کا نام و نشان نہیں۔ لیکن اس بات پر توجہ رکھتے ہوئے کہ علامہ خلاصۃ الاقوال میں صاحبان اصول رجالیہ کی عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں نہ فقط ان کے مطالب کو، لہذا اطمنیان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ موارد میں ان عبارات ((ذکرہ الکشی)) اور ((قال الکشی)) میں انہوں نے نجاشی یا شیخ کی کتب سے ہی عبارات نقل کی ہیں اور یہ خود علامہ کی طرف سے نہیں ہیں، اس صورت میں یہ مطلب ان صاحبان اصول رجالیہ نے کتاب کشی سے نقل کیا ہے نہ کہ علامہ نے۔[۳۹]

حاصل کلام یہ ہے کہ شیخ طوسی و نجاشی کے زمانے کے بعد کشی کی اصلی کتاب فن رجال کے علماء میں سے کسی کے بھی ہاتھ نہ لگی اور اس کا کوئی سراغ نہ لگا سکا، اور جس طرح یہ کتاب شیخ طوسی سے پہلے بھی زیادہ مشہور و رواج یافتہ نہیں تھی، ان کے انتخاب اور تلخیص کے بعد بھی کلی طور پر شہرت و رواج سے ساقط ہو گئی اور اس کا انتخاب جو اس کے منتخب کرنے والے کی وجہ سے زیادہ اعتبار کی قابلیت کا حامل تھا، نے اصل کتاب کی جگہ لے لی۔

[۳۹] دیکھیے: قاموس الرجال: ج۱، ص۳۶ و ۳۷.

present ziaraat.com

شیخ نجاشی کی یہ عبارت جو انہوں نے شیخ کشی کے بارے میں کہی ہے: ((له كتاب الرجال، كثير العلم و فيه اغلاط كثيرة)) [40] [شیخ کشی کی ایک کتاب رجال ہے جس میں کثیر علم کے ساتھ ساتھ کئی غلطیاں بھی ہیں] اور اس بات سے بھی کہ شیخ طوسی نے اس کتاب کو آراستہ کیا، یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مذکورہ کتاب کا صحیح و متقن نسخہ شیخ نجاشی و طوسی تک بھی نہیں پہنچا، یا یہ (نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے) کہ اصلی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار تھی اور یہ خود بھی شیخ طوسی کے انتخاب کے بعد اس کتاب کے متروک ہونے پر ایک قرینہ ہے۔

صاحب قاموس الرجال اس بات کے معتقد ہیں کہ نجاشی کی اس عبارت: ((فيه اغلاط كثيرة)) کا مطلب یہ ہے کہ اصلی کتاب کے مطالب میں بہت زیادہ اغلاط تھیں، نہ یہ کہ بعد میں نسخہ برداروں اور کاتبوں کی وجہ سے اس میں تصحیف و خطا نے راہ پائی۔ اس کے بعد محقق شوشتری اس طرح اظہار نظر کرتے ہیں: نجاشی کا ایسا کہنا بے بنیاد ہے کیونکہ کتاب کشی میں موجود اغلاط اس قدر فاش ہیں کہ اس کا کشی جیسے کسی شخص سے انتساب کے بارے میں سوچا نہیں جاسکتا۔ [41]

محقق شوستری کی جانب سے اس قسم کی نظر کا اظہار بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ کیونکہ اس فرض کو قبول کرنے کے بعد کہ کشی کی اصلی کتاب ہمارے ہاتھوں میں نہیں، یہ بات کہاں سے

---

[40] فہرست نجاشی: طبع تہران، مرکز نشر کتاب، ص۲۸۸.

[41] ایضاً: ص۳۲۱.

present ziaraat.com

معلوم ہو سکتی ہے کہ اس کتاب میں فاحش غلطیاں تھیں یا نہیں تھیں، اور ان غلطیوں کے انتساب کے امکان یا عدم امکان کی کشی سے نسبت دینے کے بارے میں کس طرح نظر دی جا سکتی ہے؟ بعبارت دیگر؛ بات یہ ہے کہ کس کتاب میں غلطیاں تھیں؟ کتاب اختیار الرجال میں؟ یعنی وہ کتاب جو شیخ طوسی کی تحقیق و تنقیح کے بعد سامنے آئی اور بالطبع نجاشی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے؟ یا پھر کشی کی اصلی کتاب کے بارے میں غلطیاں تھیں؟ کہ جسے ناپید ہوئے صدیاں بیت چکیں اور اس کے نام کے سوا اور کچھ باقی نہیں۔ دوسری صورت میں صاحب قاموس نے اس کتاب کی غلطیوں کے فاحش ہونے اور کشی کے ان غلطیوں کے ارتکاب سے بالا ہونے کو کہاں سے جانا اور سمجھا؟

بہر حال اگر ہم یہ قبول کریں کہ کشی کی اصلی کتاب میں موجود غلطیاں کاتبوں اور نسخہ برداروں کی تصحیف کی وجہ سے تھیں نہ کہ خود مؤلف کی جانب سے، تو یہ بات ناگزیر ہو جائے گی کہ ہم اس تحریف کی وجہ کو ان کے معاصرین کی ان کی کتاب کے بارے میں بے اعتنائی میں تلاش کریں۔ وہ اور ان کے استاد، عیاشی ضعیف راویوں سے روایات نقل کرتے تھے اور قدماء کے یہاں یہ ایک بڑا طعن سمجھا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ان کی کتاب خود ان کے زمانے میں اور ان کے زمانے کے بعد بھی متروک و مہجور ہو گئی جس کے نتیجے میں اس کے نسخوں میں تحریف و تبدیل راہ پا گئی۔

present ziaraat.com

تعجب خیز بات یہ ہے کہ کتاب اختیار معرفۃ الرجال، جو اسی کتاب کا انتخاب و آرائش ہے، میں تو بے شک بہت سی وہ اغلاط جو کتاب کشی میں موجود تھیں موجود نہیں لیکن فی الحال اس میں بھی فراوانی کے ساتھ تحریفات، تصحیفات اور اغلاط موجود ہیں۔ بقول علامہ کلباسی صاحب سماء المقال[42]: ایسے قرائن موجود ہیں (جن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ) یہ کتاب حوادث زمانہ سے محفوظ نہیں رہ سکی اور زمانے کے ساتھ ساتھ اس میں سے مطالب حذف و سقط ہوتے چلے گئے۔ محدث نوری نے کتاب مستدرک الوسائل کے خاتمے میں کچھ ایسے مطالب نقل کیے ہیں جنہیں مؤلفین کتب رجالیہ نے اختیار الرجال سے نقل کیا ہے لیکن وہ مطالب اس وقت مذکورہ کتاب کے نسخے میں نہیں ملتے۔ اور جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ بھی کتاب کے موجودہ نسخے میں اغلاط و تصحیفات دیکھنے کو ملتی ہیں جن میں سے بعض کی جانب متاخر رجالی علماء نے اشارے کیے ہیں۔ محقق شوستری اس کتاب میں اغلاط کو حد شمار سے زیادہ اور درست اور صحیح موارد کو انگلیوں پر گننے کے برابر جانتے ہیں۔ محقق شوستری نے جن موارد کی جانب اشارہ کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ: بہت سے عناوین میں کسی اور کے شرح حال سے متعلق احادیث کو مخلوط کر دیا گیا ہے اور ایسے ہی کسی ایسے شخص کے نام کے ساتھ جو مشترک ہو لیکن کسی اور طبقے سے تعلق رکھتا ہو سے مربوط احادیث کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ جیسے: ابی بصیر لیث

---

[42] سماء المقال: ص ۳۲.

present ziaraat.com

المرادی کے مربوط روایات، ابی بصیر یحییٰ الاسدی سے مربوط روایات کے ساتھ مخلوط ہو گئی ہیں۔ یا حمیری جو کہ امام عسکریؑ کے اصحاب میں سے ہیں کو امام علی رضاؑ کے اصحاب میں لکھ دیا گیا ہے، یا عبداللہ بن عباس کے حالات سے متعلق پہلی روایت خزیمہ (جن کے نام کا تذکرہ عبداللہ سے پہلے کیا گیا ہے) سے مربوط روایات میں ذکر کی گئی ہے۔ محمد بن زینب ملقب بہ ابی الخطاب کے عنوان کے تحت تیئیس روایات کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی بھی صورت سے اس سے مربوط نہیں۔[۴۳]

بڑی روشن بات ہے کہ یہ اغلاط اس قسم کی نہیں جو شیخ طوسی یا کشی جیسوں سے صادر ہوئی ہوں، اور اس کے علاوہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ ان غلطیوں کے کرنے والے نسخہ بردار اور کاتبوں کے سوا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں کچھ اور اغلاط بھی ہیں جیسے: حماد بن عیسیٰ کی تاریخ وفات، معاویہ بن عمار کی عمر کا تعین، اوائل کتاب میں جبرائیل بن احمد فارابی کا محرف ہو کر جبرائیل بن محمد فارابی ہو جانا اور اسی قسم کی دوسری اغلاط جن کی جانب علامہ کلباسی نے سماء المقال میں اشارہ کیا ہے۔ اور انہی غلطیوں میں سے ایک، ان غلطیوں کا شیخ طوسی کی جانب نسبت دینا ہے جو یقین کرنے سے دور ہے۔ لہذا جو کچھ ہم نے کہا اس بنا پر یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ مولی عنایت

---

[۴۳] تفصیل کے لیے دیکھیے: قاموس الرجال: ج ۱، ص ۴۳ و ۴۴.

present ziaraat.com

اللہ قہپایی کی نظر، جس کے مطابق وہ معتقد ہیں کہ یہ غلطیاں شیخ طوسی سے ہوئیں ہیں اور کشی کی اصل کتاب ان سے مبریٰ ومنزہ تھی، پوری طرح سے تحقیق کے خلاف اور بلا دلیل ہے۔

کشی کی اصلی کتاب کا نام

قدماء کی زیادہ تر کتب میں، جیسے کہ شیخ طوسی و نجاشی کی فہرستوں میں تحت حالات کشی، ان کی کتاب کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ فقط اس کتاب کے وجود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ شیخ طوسی ابو عمرو کشی کے عنوان کے تحت یوں راقم ہیں: ((**ثقة، بصير بالاخبار و بالرجال، حسن الاعتقاد، له كتاب الرجال...**)) [44] [کشی ثقہ، احادیث اور رجال کی سمجھ بوجھ رکھنے والے، خوش عقیدہ انسان تھے، ان کی علم رجال میں ایک کتاب بھی ہے...]۔ اس بارے میں کشی کی عبارت میں بھی اس سے زیادہ توضیح موجود نہیں۔ وہ راقم ہیں: ((**كان ثقة، عينا، روى عن الضعفاء كثيراً، و صحب العياشى، و اخذ عنه و تخرج عليه فى داره التى كان مرتعا للشيعة و اهل العلم ، له كتاب الرجال...**)) [45] [کشی ثقہ ہیں، لیکن ضعیف افراد سے بہت زیادہ روایت کرتے تھے، انہوں نے عیاشی کا ساتھ پایا اور ان سے انہی کے گھر میں

[44] الفہرست: ص۱۶۷.

[45] رجال نجاشی: ص۲۸۸.

present ziaraat.com

حدیث پڑھی اور نقل کی، وہ گھر جو اہل علم اور شیعوں کی آمد و رفت کا محل تھا، ان کی ایک کتاب علم رجال کے زمینے میں ہے...]

جہاں تک ہم جان پائے ہیں، صاحب کتاب معالم العلماء ابن شہر آشوب (م ۵۸۸ھ) نے سب سے پہلے اس کتاب کا نام ذکر کیا ہے، انہوں نے یہ کتاب (معالم) شیخ کی فہرست کے ذیل اور تمیم کے عنوان سے لکھی، جس میں وہ کشی کی کتاب کا نام 'معرفة الناقلین عن الائمة الصادقین' بتاتے ہیں۔[۴۶] ان کے شیخ اور کشی کے زمانے سے نزدیکی کے قرینے کی بنا پر اس بات میں کوئی تردید باقی نہیں رہتی کہ کتاب کشی کے بارے میں ان کا قول قطعی قرائن کی بنا پر تھا اور کشی کی کتاب کا نام وہی ہے جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔

شیخ طوسی فہرست میں احمد بن داؤد بن سعید کے تحت عنوان متعدد کتابوں کی ان سے نسبت دینے کے بعد کہتے ہیں: ((ذکره الکشی فی کتابه فی معرفة الرجال...))[۴۷] [کشی نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے جو معرفت رجال کے بارے میں ہے]۔

صاحب سماء المقال نے اس عبارت سے استناد کرتے ہوئے کشی کی کتاب کا نام معرفة الرجال جانا ہے اور اپنی اس نظریے کی نسبت شیخ طوسی کی جانب بھی دی ہے۔ جبکہ یہ عبارت

---

[۴۶] معالم العلماء: ص ۹۱. عبارت یوں ہے: له معرفة الناقلین عن الائمة الصادقین، علیهم السلام.

[۴۷] الفهرست: ص ۵۹.

present ziaraat.com

فقط اتنا ہی بتاتی ہے کہ کشی کی کتاب رجال کی معرفت و شناسائی کے تحت لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے نام کے حوالے سے یہاں کوئی کلام موجود نہیں۔ امکان ہے کہ جو نسخہ کلباسی کے پاس تھا اس میں اس عبارت سے: **((ذکرہ الکشی فی کتابہ فی معرفۃ الرجال...))** کلمہ 'فی' حذف تھا۔ اور وہ اس وجہ سے اس غلطی کا شکار ہو گئے۔ کتاب اختیار الرجال کے سال ۱۳۱۷ھ بمبئ میں طبع ہونے والے نسخے کے پانچویں جز کے آخر میں بھی کتاب کشی کو اسی صورت سے یاد کیا گیا ہے۔ عبارت یوں ہے: **((قد تم الجزء الخامس من کتاب ابو عمرو الکشی فی معرفۃ الرجال....))**

جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اس عبارت میں بھی کوئی ایسی تصریح موجود نہیں جس کے مطابق اس کتاب کا نام معرفۃ الرجال جانا جائے۔ علامہ مجلسی[۴۸] اور ایسے ہی معاصرین میں سے علامہ شوستری[۴۹] نے بھی کشی کی کتاب کا نام معرفۃ الرجال ذکر کیا ہے۔[۵۰]

---

[۴۸] علامہ کلباسی کی نقل کے مطابق؛ سماء المقال: ص ۲۷.

[۴۹] قاموس الرجال: ج۱، ص۱۵.

[۵۰] ایسے ہی شیخ کی کتاب، جو تصحیح شدہ کامل طبع کے ساتھ اخیراً انتخاب کی گئی ہے، کا نام بھی 'اختیار معرفۃ الرجال' رکھا گیا ہے، جس سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ مصحح محترم نے بھی کشی کی اصلی کتاب کا نام 'معرفۃ الرجال' سمجھا ہے، اور چونکہ شیخ کی کتاب اصل کتاب کا انتخاب ہے لہذا قدرتی طور پر انہوں نے اسے اختیار معرفۃ الرجال کا نام دیا ہے. اس نام گزاری میں دو تسامح وجود رکھتے ہیں: ایک تو کشی کی اصل کتاب کی نسبت جو کہ معرفۃ الناقلین عن الأئمۃ الصادقین ہے نہ کہ معرفۃ الرجال، اور دوسرا شیخ کی

present ziaraat.com

لیکن جو کچھ ہم اس سے پہلے کہہ آئے ہیں اس کی بنا پر یہ کہنا کوئی دلیل نہیں رکھتا۔[۵۱] اور ان رجحانات کی بنا پر جو ابن شہر آشوب کے نظریے کو حاصل ہیں، اس سے عدول کرنا جائز نہیں۔

جو کچھ کہا گیا اس سے یہ بھی جانا جا سکتا ہے کہ بمبئی سے طبع ہونے والے نسخے کے شروع میں کتاب کشی کا نام جو 'معرفۃ اخبار الرجال' رقم کیا گیا ہے وہ بھی بنا کسی وجہ اور بلا دلیل ہے۔ چونکہ علاوہ بر اینکہ موجودہ مطبوعہ کتاب شیخ طوسی کی تالیف اور اختیار الرجال کے نام سے مرسوم ہے نہ کہ معرفۃ الرجال کے نام سے، قابل اطمینان مدارک و ماخذ میں کہیں بھی کتاب کشی کے لیے ایسا نام ذکر نہیں ہوا۔ گویا چھاپنے والے یا نسخہ برداروں میں سے کسی ایک نے اس نام کو دو عبارتوں کی ترکیب سے بنایا ہے، وہ عبارات یہ ہیں: **((کتاب ابی عمرو الکشی اخبار الرجال...))** اور **((کتاب ابی عمرو الکشی فی معرفۃ الرجال...))** یہ عبارات

انتخاب کردہ کتاب کی نسبت جس کا تمام معتبر مدارک میں نام اختیار الرجال ذکر ہوا ہے نہ کہ اختیار معرفۃ الرجال.

[۵۱] ابن شہر آشوب اپنی دوسری کتاب 'مناقب آل ابی طالب' (ج ۴، ص ۱۴۷) میں کتاب کشی کو معرفۃ الرجال کے نام سے یاد کرتے ہیں. لیکن جو کچھ ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ ان کی یہاں پر مراد تلخیص شیخ طوسی ہے نہ کہ کشی کی اصل کتاب، کیونکہ وہ کہتے ہیں: ((معرفۃ الرجال عن الکشی عن ابی بصیر...))

present ziaraat.com

بعض کتب رجال میں کشی کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے نقل ہوئی ہیں اور نسخہ بردار نے انہی سے استفادہ کرتے ہوئے اسی کو کتاب کا نام سمجھ لیا ہے۔

شیخ طوسی کے انتخاب و تلخیص کی روش

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ کتاب کشی کی اغلاط اور زوائد نے شیخ طوسی کو اس امر پر ابھارا کہ وہ اس کتاب کی تہذیب و تلخیص انجام دے کر کتاب اختیار الرجال کو وجود بخشیں۔ اب یہ دیکھنا لازم ہے کہ یہ اغلاط و اضافات کس قبیل کے تھے اور شیخ طوسی نے اس زمینے میں کیا عمل انجام دیا؟ بعض افراد[٥٢] کے خیال کے مطابق کشی کی کتاب شیعہ و سنی دونوں راویوں کے حالات پر مشتمل تھی، شیخ طوسی نے ان میں سے سنی راویوں کو خارج کر کے کتاب اختیار الرجال کو شیعہ راویوں سے مخصوص کر دیا۔ لیکن اختیار کے موجود نسخے کو نظر میں رکھتے ہوئے جس میں اب بھی اہلسنت راویوں کی ایک جماعت کے نام موجود ہیں اس خیال کا خطا ہونا آشکار ہو جاتا ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ کتاب کشی بھی دوسری بہت سی کتب کی طرح مانند فہرست شیخ طوسی و نجاشی، شیعہ کے ساتھ ساتھ ایسے غیر شیعہ راویوں کے ترجمے پر بھی مشتمل تھی جنہوں نے شیعوں کے لیے اور آئمہ سے روایات نقل کی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں کتاب اختیار میں ایسے افراد کے نام دیکھنے کو ملتے ہیں جو ہیں تو غیر شیعہ لیکن انہوں نے شیعوں کے

---

[٥٢] من جملہ؛ شیخ عباس قمی نے الکنی والقاب: ج۳، ص۱۱۶، طبع نجف۔

present ziaraat.com

آئمہ سے روایات نقل کی ہیں۔ جیسے: محمد بن اسحاق، محمد بن المنکدر، عمرو بن خالد وغیرہ۔ غالب گمان یہی ہے کہ شیخ کی تلخیص وانتخاب کتاب میں موجود مذکورہ رجال کی جانب توجہ سے زیادہ ان روایات سے متعلق ہے جو رجال میں سے ہر ایک کے نام کے تحت ذکر ہوئی ہیں۔ اگر ہم اس فرض کو قبول کریں کہ شیخ طوسی نے اصل کتاب کشی میں موجود کچھ راویوں کے ترجمے کو کسی وجہ سے حذف کیا ہے، تو اس سے زیادہ قابل قبول چیز یہ ہے کہ کشی نے ترجمہ شدگان کے زیر عنوان جو احادیث نقل کی تھیں وہ شیخ کی نظر میں سند یا متعلقہ شخص سے ارتباط کے حوالے سے مخدوش تھیں اور انہوں نے انہی احادیث کو یا تو حذف کر دیا یا پھر ان کی تصحیح کی۔ یہ بات شیخ طوسی کی تلخیص و تصحیح کے حوالے سے دوسرے احتمالات سے نزدیک تر اور شیخ طوسی و شیخ کشی کے مقام کے زیادہ شائستہ ہے۔ بعض قرائن کی بنا پر یہ اندازا لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ طوسی نے اپنی کتاب اختیار میں اصل کتاب کشی میں موجود تمام قابل وثوق رجال کے نام درج نہیں کیے۔ بطور مثال: الفہرست میں داؤد بن ابی زید نیشاپوری کے ذکر اور ان کے ثقہ ہونے کی تصریح کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ((ولہ کتب ذکرھا الکشی و ابن الندیم فی کتابیھما)) [انہوں نے کتب بھی لکھیں جن کا ذکر کشی اور ابن ندیم نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے]، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اختیار الرجال کے موجود نسخے میں اس راوی کا نام موجود نہیں۔ لہذا اگر ہم یہ فرض کریں کہ مذکورہ بالا عبارت میں جس کتاب کشی کی جانب اشارہ ہوا ہے اس سے مراد وہی کتاب معرفۃ الناقلین یعنی اصل کتاب اختیار الرجال ہے، اور یہ بھی فرض کریں کہ

present ziaraat.com

مذکورہ مورد میں موجودہ اختیار الرجال کا نسخہ تحریف و اسقاط سے دوچار نہیں ہوا، تو اس بات میں کوئی تردید باقی نہیں رہے گی کہ شیخ طوسی نے بعض ایسے رجال کو بھی حذف اور تصفیے میں شامل کیا ہے جو موثق تھے۔

وہ کتب جو اختیار الرجال کے محور پر لکھی گئیں

جیسا کہ ہم نے آغاز میں بھی کہا تھا کہ کتاب اختیار الرجال علم الرجال کی چار اصلی کتابوں میں سے ایک ہے اور شیخ طوسی کے اپنے زمانے میں اور ان کے بعد بھی مسلسل علمائے تشیع کے زیر نظر اور قابل مراجعہ قرار پائی ہے۔اس اہتمام و عنایت کے سبب زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کے محور پر چند علمی کاوشیں انجام دی گئی ہیں اور کچھ کتابیں مرتب ہوئیں۔چونکہ مذکورہ کتاب نامرتب اور کامل فصل بندی کے بغیر لکھی گئی تھی اور اس کی جانب مراجعت کرنا اور اس سے استفادہ کرنا دشوار گزار تھا، لہذا زیادہ تر (تحقیقی) کام ،ابواب بندی اور ترتیب کے زمینے میں انجام دیے گئے تاکہ رجوع کرنے والوں کا کام آسان کیا جاسکے۔ ہم اس تحریر کی گنجائش کے حساب سے اس کتاب کی اساس کی گئی کاوشوں کا ذکر کرتے ہیں:

www.ziaraat.com

ا۔ ترتیب قہپائی: مولوی عنایت اللہ بن شرف الدین قہپائی نجفی (م ۱۰۱۶ھ) [۵۳] نے کتاب اختیار الرجال کو پہلے حرف کی اساس پر مرتب کیا اور ان تمام افراد کو جن کا نام مستقلاً یا کسی دوسرے راوی کے ضمن میں لیا گیا تھا، اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کرکے عنوان قائم کیا اور ہر مقام پر کشی کی عبارت کو بنا کسی کمی وبیشی کے بعینہ نقل کیا۔ انہوں نے کتاب کے شروع میں بیان ہونے والی روایات کو نقل کرنے کے بعد، پہلے ابن سے شروع ہونے والی کنیات، ان کے بعد اب سے شروع ہونے والی کنیات کا ذکر کیا اور پھر راویوں کے اسماء جو ابان سے یونس تک ہیں کو پہلے حرف کی ترتیب سے درج کیا۔ اس کتاب کی تاریخ اتمام ۱۰۱۱ ہجری ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس کتاب کی روش یہ ہے کہ یہ کشی کی عبارت سے تجاوز نہیں کرتی اور ہر راوی کے تحت عنوان بنا کسی کم وکاست کے کشی کے الفاظ کو نقل کرتی ہے۔ اس کے باوجود اپنی ترتیب کی مراعات کی خاطر ناگزیر طور پر کتاب الرجال میں موجود عناوین کو بدلا ہے، اور جن مقامات پر کشی نے دو یا دو سے زیادہ افراد کو ایک ہی عنوان تلے لکھا ہے، وہاں تغیر دے کر ہر ایک راوی کا نام حروف کی ترتیب سے اپنی جگہ پر درج کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر ان کا نسخہ

---

[۵۳] مذکورہ تاریخ، ان کی مشہور کتاب 'مجمع الرجال' سے فراغت کی تاریخ ہے. اس تاریخ کے بعد ان کے حالات کے بارے میں اطلاعات موجود نہیں. نیز ان کی دقیق تاریخ وفات بھی کتب تراجم میں نقل نہیں ہوئی.

present ziaraat.com

اختیار الرجال کے مطبوعہ نسخے سے اختلاف بھی رکھتا ہے، من جملہ: حسن بن سعید الاہوازی، محمد بن اسحاق صاحب المغازی کے عنوانین میں۔[٥٤]

۲۔ ترتیب سید یوسف بن محمد الحسینی العاملی، صاحب جامع المقال، انہوں نے اختیار الرجال کو شیخ طوسی کی الرجال کی طرح معصومینؑ کے اصحاب کے طبقات کی بنا پر مرتب کیا ہے۔ یعنی پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب، ان کے بعد اصحاب امیر المومنینؑ، ان کے بعد امام حسنؑ کے اصحاب اور اسی روش کے مطابق امام حسن عسکریؑ کے اصحاب کے طبقات کا پے در پے ذکر کیا ہے۔ خاتمہ مستدرک الوسائل میں محدث نوری کے بقول اس کتاب کی تاریخ اتمام (۹۸۱ھ) ہے۔[٥٥]

۳۔ ترتیب شیخ داؤد بن حسن بن یوسف البحرانی، آپ تقریباً صاحب وسائل الشیعۃ شیخ حر عاملی کے ہم عصر ہیں، انہوں نے کتاب الرجال کو حروف ابجد کے اعتبار سے کامل ترتیب یعنی حرف اول، دوم اور سوم وغیرہ کے ساتھ منہج المقال[٥٦] کی طرح مرتب کیا ہے۔[٥٧]

---

[٥٤] ان موارد کی تفصیل و تحقیق کے لیے رجوع کیجیے: قاموس الرجال: ج۱، ص۴۶.

[٥٥] یہ کتاب شمارہ نمبر ۲۸۱ پر کتاب الذریعہ میں ثبت ہوئی ہے.

[٥٦] معروف بہ رجال کبیر، تالیف میرزا محمد استر آبادی (م ۱۰۲۶ یا ۱۰۲۸).

[٥٧] یہ کتاب شمار نمبر ۲۷۹ پر کتاب الذریعہ کی چوتھی جلد میں ثبت ہے.

present ziaraat.com

۴۔ کتاب حل الاشکال، تالیف سید احمد ابن طاؤوس حلی، جو کہ قرن ہفتم کے مشہور رجالی عالم ہیں۔ انہوں نے کتاب اختیار الرجال کے متن کو باقی تین کتب اصولی رجالی یعنی فہرست نجاشی و طوسی اور رجال شیخ کے ساتھ ساتھ عضائری کی کتاب الضعفاء کے متن کو بھی ایک کتاب میں جمع کر کے اس کا نام 'حل الاشکال فی معرفۃ الرجال' رکھا ہے۔ اور گویا شہید ثانیؒ کے پاس اس کتاب کا اصلی نسخہ موجود تھا۔[۵۸] کلباسی صاحب سماء المقال اس کتاب کی اچھی ترتیب کی وجہ سے تمجید و ستائش کرنے کے باوجود بھی اس کتاب پر نقد کرتے ہیں۔ ان کے انتقاد کی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں اختیار الرجال کی اکثر احادیث نقل نہیں ہوئیں، اور بعض کی جانب یا فقط اشارہ کیا گیا ہے یا نقل بالمعنی سے کام چلایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ مراجعت کرنے والوں کو اصل کتاب سے بے نیاز نہیں کرتی، اور ساتھ ہی مؤلف بزرگوار کے قلم سے بعض مقامات پر غلطیاں بھی سرزد ہوئیں ہیں۔[۵۹] سید ابن طاؤوس کے بعد ان کے بعض شاگردوں اور متاخرین میں سے بعض افراد نے ان کی پیروی کرتے ہوئے اصول اربعہ رجالیہ کے متن کو بعض دوسری کتب مانند الضعفاء عضائری، رجال برقی و رجال عقیقی، کے متن کے ساتھ ایک جگہ جمع کیا۔[۶۰]

---

[۵۸] سماء المقال: ص ۳۰.

[۵۹] تفصیل کے لیے دیکھیے: سماء المقال: ص ۳۰ و ۳۱.

[۶۰] الذریعۃ: ج ۱۰، ص ۸۱.

present ziaraat.com

۵۔ کتاب تحریر طاؤوسی، تالیف شیخ حسن بن شہید ثانی صاحب معالم الاصول (م ۱۰۱۱ھ)۔ انہوں نے کتاب اختیار الرجال کو حل الاشکال کے مجموعے سے نکال کر الگ کیا اور اسے تحریر طاؤوسی کا نام دیا۔ اس بناپر مذکورہ کتاب میں اختیار الرجال کا ہی متن ہے اس فرق کے ساتھ کہ اس کے عنواین حل الاشکال کی تنظیم کے مطابق ہیں نہ کہ شیخ طوسی یا کشی کے شیوے کے مطابق۔[٦١]

٦۔ کتاب مجمع الرجال، تالیف مولوی عنایت اللہ بن شرف الدین قہپائی۔ انہوں نے کتاب اختیار الرجال کو مرتب کرنے کے علاوہ اس کتاب کو فہرست شیخ و نجاشی، رجال شیخ اور عضائری کی الضعفاء کے متن کے ساتھ ایک جگہ جمع بھی کیا تھا اور اس مجموعے کا نام مجمع الرجال رکھا تھا۔ وہ اس کتاب کی تالیف سے (۱۰۱٦ھ) میں فارغ ہوئے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ جو خود مؤلف کے خط میں ہے علامہ بزرگ تہرانی صاحب الذریعہ کے کتابخانے میں موجود ہے۔[٦٢]

کیا رجال کشی کا کوئی اور انتخاب بھی موجود ہے؟

ہم یہ جان چکے ہیں کہ آج کل جو کتاب رجال کشی کے نام سے موجود و معروف ہے وہ شیخ

[٦١] اس کتاب کے دو نسخے کتابخانہ آستان قدس رضوی مشہد میں شمار ۱۴۳٦۲۵ اور ۱۴۳٦۰۳ پر موجود ہیں.

[٦٢] مقدمہ رجال شیخ، طبع نجف، ص ۸۱.

present ziaraat.com

کشی کی کتاب معرفۃ الناقلین عن الآئمۃ الصادقین کا انتخاب و ترتیب ہے جسے شیخ طوسی نے انجام دیا تھا اور اس کا نام معرفۃ الرجال رکھا تھا۔ اصل کتاب معرفۃ الناقلین علامہ حلی (م ۷۲۶ھ) کے دور میں بھی کسی کے ہاتھ نہیں لگی۔ بعض عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شیخ طوسی کے علاوہ بھی بعض دوسرے افراد نے کتاب کشی کا انتخاب مرتب کر کے ان منتخب کردہ مطالب کو مستقل کتاب کی صورت میں قلمبند کیا تھا۔ سماء المقال کی اس عبارت کی جانب توجہ فرمائیے:

((و من العجیب ما ذکرہ الفاضل العنایۃ ، من انہ یظهر بعد التصفح و التتبع التام فی الکتاب ان الاغلاط لیس فیہ (منہ،ظ)، بل انها من قلم المنتخبین منہ، مثل شیخ قدس سرہ)) [اور عجیب بات تو وہ ہے جو فاضل عنایہ نے ذکر کی ہے، کیونکہ جو چیز اس کتاب میں سوچ بچار اور تفکر سے حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ غلطیاں شیخ کشی کی جانب سے نہیں تھیں بلکہ یہ تو اس میں سے انتخاب کرنے والوں کے قلم سے سرزد ہوئیں، جیسے کہ شیخ طوسیؒ وغیرہ] اس کے بعد صاحب سماء المقال کہتے ہیں: **((نعم یحتمل ذلک فی بعض))** [ممکن ہے کہ ان میں سے بعض ایک سے ایسا ہوا ہو][۶۳]

اگرچہ عبارت میں موجود قرینے کے اعتبار سے بات کتاب اختیار الرجال سے متعلق ہے، لیکن کلمہ منتخبین کو اس بات پر حمل کیا جا سکتا ہے کہ اختیار الرجال کو فراہم کرنے کے لیے

---

[۶۳] سماء المقال: ص ۲۶.

present ziaraat.com

ایک جماعت نے شیخ طوسی کی مدد کی تھی اور یہاں انتخاب کنندگان سے مراد اسی کتاب کے منتخب کرنے والے ہیں۔ لیکن جیسا کہ معلوم ہے کہ اس کتاب کی شیخ طوسی سے نسبت میں کوئی تردید نہیں نیز اس دور میں گروہی تالیف معمول و متداول نہیں تھی، لہذا مذکورہ عبارت سے اس نظریے کو تقویت ملتی ہے کہ شیخ طوسی کے علاوہ مستقل طور پر دوسرے افراد نے بھی کتاب کشی کی تلخیص و انتخاب کا کام انجام دیا ہے۔

الفہرست

اشارہ

یہ کتاب فن رجال میں موجود شیعوں کے قدیم ترین آثار اور اس فن کے علماء کے یہاں قابل اعتماد کتب میں سے ہے۔ جیسا کہ اس تحریر کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے، اصطلاحی طور پر فہرست اس کتاب کو کہتے ہیں جن میں صاحبان اصول و مصنفات[٦٤] کے اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اکثر قدیم علمائے رجال کے پاس فہرستیں ہوا کرتی تھیں جن میں وہ یا تو فقط شیعوں میں سے بعض مؤلفین کا ذکر کرتے تھے یا پھر ان کتب کے مؤلفین کے نام درج کرتے تھے جو ان کے پاس موجود ہوتی تھیں، جیسے زراری اور ابن عبدون کی فہرستیں۔

[٦٤] اصول و مصنفات کے بارے میں توضیح اور ان دو اصطلاحات میں پائے جانے والے فرق کا بیان حاشیہ نمبر ۲۳ میں گزر چکا ہے.

present ziaraat.com

اس سلسلے میں جس شخص نے سب سے پہلے تفصیلی کتاب لکھی وہ شیخ طوسی و نجاشی کے معاصر، شیعوں کے مشہور رجالی عالم، شیخ ابوالحسین احمد بن حسین بن عبیداللہ الغضائری تھے، جنہوں نے اس سلسلے میں دو کتابیں تحریر کیں، ایک اصول سے متعلق اور دوسری مصنفات کے بارے میں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتب اگلی نسل کو منتقل نہ ہو سکیں، جیسا کہ اس سے پہلے ہم اس بات کا ذکر کر چکے ہیں۔ شیخ طوسی نے کتاب الفہرست کے مقدمے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب شیخ فاضل کے اصرار پر لکھی ہے اور اسی طرح انہی کے ہم عصر عالیقدر شیخ نجاشی نے بھی اسی موضوع پر کتاب تالیف کی ہے۔ان دونوں فاضلین عالیقدر کے لحن کلام اور سخن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں کا اس موضوع پر کتاب لکھنے کی وجہ اس زمینے میں کسی جامع اور ضخیم کتاب کا فقدان تھا۔ فہرست ابن ندیم (م ۳۸۵ھ) کا موضوع فہرست اصطلاحی سے کسی حد تک ہٹ کر تھا۔اس میں ان تمام علوم و فنون و مذاہب و سنن کے بارے میں بیان تھا جو معمولاً مسلمانوں کے درمیان رائج تھیں اور ساتھ ہی (تمام) مسلمانوں کی تالیفات کا ذکر تھا چاہے وہ کسی بھی مکتب سے ہوں، یہاں تک کہ اس میں غیر مسلم علماء کی تالیفات کا ذکر بھی تھا اور یہ (۳۷۸ھ) میں تالیف ہوئی تھی۔ فہرست ابن ندیم کو چھوڑ کر، فہرست شیخ طوسی دور حاضر میں موجود اور بعد کے ادوار والوں کے ہاتھوں تک پہنچنے والی اس زمینے میں لکھی جانے والی قدیم ترین مفصل کتاب ہے۔

present ziaraat.com

فہرست ابو غالب زراری (م ۳۶۸)[٦٥] اور شیخ طوسی کی فہرست پر مقدم کچھ اور فہرستیں[٦٦] جو آج بھی دستیاب ہیں، چھوٹی کتابیں بلکہ رسالے تھے جو کچھ کتابوں کے تعارف سے خاص تھے۔[٦٧]

---

٦٥ فہرست ابو غالب ایک نامہ کی صورت میں لکھا گیا رسالہ ہے جسے انہوں نے اپنے پوتے کو لکھا تھا، اس میں انہوں نے اپنے اجداد و چچا اور خاندانی سلسلے کا ذکر کیا ہے. ساتھ ہی اس کتاب میں مذکورہ کتب کا اپنے پوتے کو اجازہ روایت بھی دیا ہے. اس کتاب کا ایک نسخہ، جو نقل کی بنیاد پر جو زیادہ پرانا بھی نہیں، ۲۹ صفحات پر مشتمل آستان قدس رضوی کے کتابخانے میں شمارہ ۷۶۶۹ پر موجود ہے. اس نسخے کا آغاز یوں ہوتا ہے: ((حدثنا ابو عبدالله الحسین بن عبدالله بن ابراہیم الواسطی، قال حدثنا ابو غالب احمد بن محمد بن سلیمان بن الحسن بن الجهم بن بکیر بن اعین الشیبانی، منه الی ابن ابنه محمد بن عبدالله بن احمد ، سلام علیک فانی احمد الله الیک، الله الذی لا اله الا هو...))

٦٦ شیخ کی فہرست سے پہلے کی مشہور فہرستوں میں سے ایک فہرست کتب، سید مرتضیٰ کی ہے. علامہ تہرانی کے بقول (الذریعہ: ج۱۶، ص ۳۸۱ و ۳۹۲) ایک احتمال کے مطابق خود سید سے اور دوسرے احتمال کے مطابق ان کے شاگرد محمد بن محمد البصروی (م ۴۴۳ھ) سے اس کتاب کا ایک نسخہ کتابخانہ سپہ سالار میں موجود ہے.

٦٧ مرحوم عباس اقبال نے جو معالم العلماء کے مقدمے میں علمائے سلف شیعہ کی آج تک باقی ماندہ کتب فہرست کے حوالے سے پہلی کتاب شیخ کی فہرست کو قرار دیا ہے وہ دقت کی کمی کی وجہ سے ہے کیونکہ ابو غالب اور سید مرتضی کی فہرستیں جو آج تک موجود ہیں ان کے علاوہ ابن ندیم جو معروف فہرست ابن ندیم کے مؤلف ہیں بھی شیعہ تھے. (الذریعہ: ج۱۶، ص ۳۷۵)

present ziaraat.com

اس بارے میں کوئی یقین آور تحقیق انجام نہیں پائی کہ فہرست شیخ طوسی اور فہرست نجاشی میں سے کون سی کتاب پہلے لکھی گئی ہے۔ البتہ اس وجہ سے کہ شیخ نجاشی نے اپنی فہرست میں شیخ طوسی اور ان کی تالیفات من جملہ الفہرست کا ذکر کیا ہے لیکن شیخ طوسی نے شیخ نجاشی اور ان کی تالیف کا اپنی فہرست میں ذکر نہیں کیا، یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ نجاشی کی کتاب، شیخ طوسی کی کتاب پر تقدم زمانی رکھتی ہے۔

لیکن اولاً؛ شیخ طوسی کی کتاب کا نجاشی کی فہرست میں نام آنا، نجاشی کی کتاب کے تقدم زمانی کی دلیل نہیں۔ کیا ہم یہ تصور نہیں کر سکتے کہ نجاشی نے شیخ اور ان کی دیگر تالیفات کا ذکر اپنی کتاب میں کر رکھا تھا اور شیخ طوسی کے کتاب فہرست لکھنے کے بعد انہوں نے شیخ کی تالیفات میں اس کتاب کا بھی اضافہ کر دیا؟ بالکل ویسے ہی جیسے شیخ نے خود اپنی فہرست میں اپنے شرح حال اور تذکرہ تالیفات میں اپنی کتاب مبسوط کا اضافہ کیا جبکہ اس کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ شیخ طوسی کی آخری تالیف تھی۔

ثانیاً: اگر شیخ طوسی کی فہرست میں شیخ نجاشی کی فہرست کا نام نہ لینا اس بات کا موجب ہو کہ شیخ نجاشی کی کتاب فہرست طوسی کے لکھتے وقت موجود نہیں تھی، تو لازم تھا کہ تالیف ہونے کے بعد اس کا اس کتاب میں اضافہ کیا جاتا۔ کیونکہ مشہور قول کی بنا پر شیخ طوسی، نجاشی کے بعد بھی دس سال زندہ رہے اور حتمی طور پر ان کی کتاب سے باخبر بھی ہونگے۔

present ziaraat.com

لهذا لازم ہے کہ ہم شیخ نجاشی کا شیخ طوسی کی فہرست کا اپنی کتاب میں ذکر کرنے اور شیخ کا اپنی فہرست میں نجاشی کی فہرست کا ذکر نہ کرنے کی کوئی اور وجہ تلاش کریں، جو ممکن ہے کہ شیخ طوسی کی معروفیت، عظمت علمی اور اس دور کے شیعوں کے درمیان انکی کتب کے معروف اور علمی عظمت سے برخردار ہونا ہو جبکہ نجاشی کو اس قسم کی شہرت حاصل نہیں تھی جو ان کی اور ان کی کتاب کی جانب کامل توجہ کا سبب بنتی۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود، شیخ طوسی و نجاشی کی فہرستوں کے ایک دوسرے سے تقابل، نجاشی کی فہرست میں ایسی عبارتوں کا ملنا جو کچھ اضافات کے ساتھ بالکل فہرست شیخ طوسی میں موجود ہیں، اور نجاشی کا شیوہ بیان جو بہت سے مقامات پر شیخ طوسی کی فہرست میں موجود مطالب پر انتقادی نظر کا بیانگر ہے، اس بات میں تقریباً کوئی تردید باقی نہیں رہتی کہ نجاشی کی فہرست، شیخ طوسی کی فہرست کے بعد لکھی گئی ہے۔

کتاب کے مشخصات

یہ کتاب تقریبا ۹۰۰ صاحبان اصول و مصنفات کے نام و آثار کے تعارف پر مشتمل ہے جس میں شیخ اور ان مصنفین کے درمیان پائے جانے والے سلسلہ سند کا بھی ذکر ہوا ہے۔ یہ کتاب شیخ طوسی کے معاصرین میں سے ایک جنہیں مقدمے میں الشیخ الفاضل سے تعبیر کیا گیا ہے کی خواہش و فرمائش پر لکھی گئی ہے۔ ہر چند کہ ہمارے ہاتھ میں کوئی ایسا قابل اعتماد قرینہ

present ziaraat.com

موجود نہیں جو اس شیخ فاضل کو معین و مشخص کرے؛ لیکن شیخ فاضل جیسی تعبیر، اور اس وجہ سے بھی کہ اس کی خواہش اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں تھی (اور اس کے ساتھ ساتھ شیخ کی دو اور کتب، الرجال اور الجمل والعقود، کے ذکر سے بھی ، کہ جنہیں اس زمانے کی ایک بڑی علمی شخصیت (یعنی شیخ طوسی) کی جانب سے قبول کیا گیا) جمالی طور پر اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخصیت قابل ذکر علمی قد و قامت کی حامل تھی۔[٦٨]

کتاب کی اساس ان صاحبان اصول و مصنفات کے تعارف پر مشتمل ہے جو یا تو شیعہ تھے یا جنہوں نے شیعوں کے لیے کوئی کتاب لکھی ہو۔[٦٩] شیخ خود ہی کتاب کے مقدمے میں یہ وعدہ کرتے ہیں کہ مصنفین و اصحاب اصول میں سے جن کے نام وہ اس کتاب میں رقم کریں گے ان کے بارے میں جرح و تعدیل کے حوالے سے جو کہا گیا ہے، اور یہ کہ آیا ان کی روایت اعتماد کے قابل ہے یا نہیں اور ساتھ ہی ان کے مذہب و اعتقاد کی جانب بھی اشارہ کرینگے۔ لیکن عملی طور پر اس کتاب میں اس روش سے تخلف برتا گیا ہے۔ اس صورت میں کہ چند نادر مواقع کے علاوہ

---

[٦٨] علامہ بزرگ تہرانی الذریعہ ج ۵، ص ۱۴۵ پر الجمل والعقود کے بعض پرانے نسخوں سے نقل کرتے ہیں کہ الشیخ الفاضل سے مراد، قاضی عبدالعزیز بن البراج قاضی طرابلس (م ۴۸۱ ھ) ہیں.

[٦٩] مرحوم عباس اقبال نے معالم العلماء کے مقدمے میں فہرست کو شیعہ فرقے میں سے اصحاب و مصنفین اصول سے مخصوص جانا ہے، لیکن خود فہرست کے مقدمے میں شیخ کا بیان، اور اس فہرست میں غیر شیعہ مصنفین کے ایک گروہ کا تذکرہ اس نظریے کو مردود قرار دیتا ہے.

present ziaraat.com

جن افراد کے نام درج کیے گئے ہیں ان کی تضعیف و توثیق بیان کرنے سے دریغ کیا گیا ہے۔[۷۰] اور ایسے ہی شیعوں میں سے غیر امامی شیعہ جیسے فطحی، واقفی وغیرہ کے نام لکھتے وقت بھی ان کے مذہب کا ذکر کرنے سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اگر صاحب ترجمہ اہلسنت میں سے ہو تو فقط اسی صورت میں اس کے مذہب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس بنا پر جہاں بھی کسی کے مذہب کا ذکر نہیں کیا اور اسے ضبط نہیں کیا، تو مطمئن ہو جانا چاہیے کہ وہ اہلسنت میں سے نہیں تھا ہر چند کہ اس سے اس کا شیعہ امامی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یعنی اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ شیعوں کے دوسرے فرقوں جیسے فطحیہ یا واقفیہ سے ہو۔

خلاصہ یہ کہ فہرست شیخ میں کبھی شیعوں میں سے کبھی امامی[۷۱] ہونے کا ذکر ہوا ہے اور کبھی نہیں ہوا، لیکن غیر شیعہ اور اہلسنت کے مذہب کا ہمیشہ ذکر ہوا ہے۔ ایسے ہی اکثر کسی امامی ضعیف راوی پر قدح و تضعیف سے خودداری کی گئی ہے، کیونکہ جیسا کہ کہا گیا ہے کتاب کی اساس اور موضوع ان افراد کے اسماء تدوین کرنا تھا جنہوں نے شیعوں کے لیے اصل یا کوئی

---

[۷۰] تفصیل کے لیے دیکھیے: الفہرست: طبع نجف، ص ۷۱ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹؛ سماء المقال: ص ۴۲.

[۷۱] قاموس الرجال: ج ۱، ص ۱۸. اس صورت میں علامہ طباطبائی اور سید داماد (بنقل مامقانی در رجال: ج ۱، ص ۲۰۵) کا یہ کہنا کہ شیخ کا مبنی غیر امامی مذہب کی تصریح کرنا ہے جیسے فطحیہ یا واقفیہ، بلا وجہ ہو جاتا ہے.

present ziaraat.com

تصنیف لکھی ہو، چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی، ممدوح ہو یا مذموم کہ ان صفات کا تعین کرنا اس کتاب کی ذمہ داری نہیں۔

کتاب کی وضع و ترتیب

کتاب کی ترتیب حروف تہجی کی بنا پر ہے، اور ہر حرف میں ہر ایک اسم مصدر کے لیے ایک جداگانہ باب کھولا گیا ہے، مثلا: حرف الف میں اسم ابراہیم کے لیے ایک باب، اسم اسماعیل کے لیے ایک باب، اور اسم احمد کے لیے ایک باب کھولا گیا ہے، اور ان تمام اسماء کے لیے جو ایک سے زیادہ نہیں تھے، ہر حرف تہجی کے ذیل میں ایک جداگانہ باب بعنوان باب الواحد قائم کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حرف الف کے باب الواحد میں، اصبغ، ادریس اور اصرم کے اسماء لکھے گئے ہیں جو اس سے پہلے کسی نام کے عنوان کے تحت سما نہیں سکے۔ مذکورہ کتاب میں اسی ترتیب کے ساتھ آخر حروف تہجی تک ناموں کے مجموعے کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ مختلف ابواب کے ضمن میں ۹۰۰ افراد بنتے ہیں۔

فہرست کے نسخوں کی کیفیت و حالت

اس فن کے بہت سے اہل خبر افراد کے نظریے کی بنا پر، کتاب الفہرست کے نسخے میں بھی بیشتر قدیم معتبر رجالی کتب جیسے کتاب کشی، و نجاشی و برقی و غضائری کی طرح عمومی طور پر

present ziaraat.com

تحریف و تصحیف اور کمی اور زیادتی واقع ہوئی ہے اور اس کتاب کا صحیح نسخہ اس زمانے والوں تک نہیں پہنچا۔ علامہ کلباسی لکھتے ہیں:

موجودہ فہرست کے اکثر نسخے تصحیف واغلاط سے خالی نہیں، اور جیسا کہ بعض صاحبان نظر نے کہا ہے کہ اس کتاب کے اکثر وہ نسخے جو مراجع کرنے والوں کے اختیار میں ہیں حوادث زمانے کی زد پر رہے اور تصحیف کے ہاتھوں بازیچہ بنے رہے ہیں۔ محقق شیخ سلیمان بحرانی (م ۱۱۲۱ھ) نے اس کتاب کی شرح و ترتیب و تصحیح کا بیڑا اٹھایا اور اس کے اکثر تراجم میں کاتبوں کے قلموں سے ہونی والی خطاؤں کی اصلاح کی۔ لیکن وہ اسماء مصدر جو حرف ابجد الف سے شروع ہوتے ہیں کو چھوڑ کر باقیوں کو قالب تالیف میں نہی ڈھال سکے۔[۷۲]

اس کلام سے استنباط ہوتا ہے کہ محقق بحرانی کی تصحیح قیاسی تصحیح کی قسم سے تھی اور اسے دوسری ان کتب رجال کے تقابل سے انجام دیا گیا تھا جو قابل اعتماد تھیں، نہ یہ کہ یہ وہ تصحیح تھی جو خود کتاب الفہرست کے تصحیح شدہ اور قابل اعتماد نسخے کو حاصل کرنے کے بعد ان میں تقابل کے ذریعے سے حاصل کی گئی تھی۔ چونکہ اگر ایسا ہوتا تو محقق مذکور خود اس بات کی جانب اشارہ کرتے اور کلباسی بھی اسے ضرور نقل کرتے۔ اس کے علاوہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو اس کے بعد سے نسخوں کے اختلاف کا مسئلہ حل ہو جاتا اور ایک کامل یا تقریبا صحیح نسخہ معین ہو جاتا۔

---

[۷۲] سماء المقال: ص ۴۲.

present ziaraat.com

جہاں تک ہماری اطلاعات ہیں الفہرست کا صحیح نسخہ ابن داؤود حلی (م ۷۴۷) کے زمانے تک موجود تھا، کیونکہ انہوں نے بعض مقامات پر تصریح کی ہے کہ فہرست شیخ اور رجال شیخ کے وہ نسخے جو خود مؤلف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں ان کے پاس موجود تھے۔ان کے بعد تصحیح شدہ نسخے کی کوئی اطلاع نہیں۔اوران قرینوں کی بناپر کہ موجودہ نسخوں میں قطعی طور پر تحریف شدہ عبارات دیکھنے کو ملتی ہیں، اور ابن داؤد کے بعد کے علمائے رجال جیسے صاحب رجال کبیر، میرزا محمد امین استر آبادی (م۱۰۲۶ یا ۱۰۲۸ھ)اور صاحب نقد الرجال، میر مصطفی قرشی (قرن یازدہم) کے درمیان ان نسخوں سے نقل کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے، یہ اطمینان حاصل کیا جاسکتا ہے کہ تصحیح شدہ نسخے کسی کی دسترس میں نہیں اور ابن داؤد کا نسخہ مفقود الاثر ہو چکا ہے۔

پس جس جگہ بھی الفہرست کے موجودہ نسخے اور جو کچھ ابن داؤد نے کتاب مذکورہ سے نقل کیا ہے میں اختلاف ہو، بنا تاَمل نقل ابن داؤد مقدم اور حجت شمار ہو گی۔ کیونکہ ان کا شیخ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کے برابر اور صحیح ہونا زیادہ قوی اور خردمندانہ ہے۔اس چیز کا اضافہ کرنا بھی لازم ہے کہ جہاں کہیں بھی ابن داؤد اور علامہ حلی جو دونوں ہی ہم عصر اور شاگرد احمد بن طاؤوس ہیں کی نقل میں اختلاف ہو، تو ہم ہر وقت ابن داؤد کے قول کو مقدم نہیں کر سکتے، کیونکہ علامہ حلی کے پاس بھی الرجال اور فہرست شیخ طوسی کے تصحیح شدہ نسخے موجود تھے البتہ نسخے کی قرائت میں ابن داؤد سے غلطی کا سرزد ہونے کا امکان یکسر ممکن نہیں۔

present ziaraat.com

فہرست کے طبع شدہ نسخوں کی کیفیت وحالت

فہرست کا متن اس کی اصلی ترتیب کے ساتھ پہلی بار (۱۳۵۶ھ) میں مطبعہ حیدریہ نجف سے سید محمد صادق آل بحر العلوم کے مقدمے، تصحیح اور پاورقی (حاشیے) کے ساتھ چھپا تھا۔ یہی نسخہ انہی خصوصیات کے ساتھ سن (۱۳۸۰ھ) میں دوبار چھپا۔ یہ طبع ۲۵۲ صفحات پر مشتمل قطع وزیری میں چھپی تھی جو ناموں کی فہرست، رجال کے اسماء کے شمارے، نسبتاً کامل نکتہ گزاری اور ایک دوسرے کے اوپر، (ہونے کی وجہ سے) ایک ممتاز اور قابل توجہ طبع تھی۔ اس تاریخ کے سالوں بعد یعنی (۱۲۷۱ھ بمطابق ۱۸۵۳ عیسوی) میں فہرست کا ایک نسخہ جو ناموں کے حرف اول ودوم وسوم، باپ اور دادا کے نام کے ساتھ ترتیب پایا تھا، ا. سبر نجر اور مولی عبد الحق کے توسط سے ہندوستان میں تصحیح ہو کر طبع ہوا۔ علامہ بزگوار صاحب الذریعہ شیخ آقا بزرگ تہرانی نے یہ نسخہ دیکھا تھا اور انہوں نے اس کی کچھ خصوصیات اپنی کتاب الذریعہ (ج ۱۶، ص ۳۸۴) میں نقل کی ہیں۔ آقائے سید محمد صادق بحر العلوم نے کتاب رجال طوسی کے مقدمے (ص ۶۹) میں اس طبع کو نقص، غلطیوں سے پر اور بد طبع بتلایا ہے۔ مذکورہ فاضل مصحح نے الفہرست کی ایک اور طبع کے بارے میں بھی کتاب الرجال کے مقدمے میں علامہ تہرانی کا قول نقل فرمایا ہے، جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

میں نے بہت سال قبل (تقریباً ۱۳۱۵ھ کے پاس پاس) تہران میں عالم بزرگوار حاج میرزا ابوالفضل تہرانی کے کتابخانے میں فہرست کا ایک اور نسخہ دیکھا تھا، یہ نسخہ لیدن میں طبع

present ziaraat.com

ہوا تھا اور اتقان و مطبوعی حسن کے حوالے سے مکمل طور پر گرا نہا اور جذاب تھا۔ ہم نے اس کی شرح آخر کو جو لاتینی زبان میں لکھی گئی تھی بڑی زحمت کے بعد ترجمہ کیا، جس سے معلوم ہوا کہ ناشر نے نسخوں کے تقابل میں بڑی کوشش اور تصحیح میں بڑی دقت سے کام لیا ہے۔ اور آج بھی وہ نسخہ جو میں نے اس تاریخ کو اپنے خط میں نقل کیا تھا اسی خط اور کاغذ میں میرے پاس موجود ہے۔

تعجب کا مقام یہ ہے کہ علامہ تہرانی اس نسخے پر جوان کے پاس موجود تھا اتنی حیرت زدگی کے باوجود بھی الذریعہ میں فہرست کے نام کے ذیل میں اس کا مطلقاً ذکر نہیں کرتے اور فقط ہند میں طبع ہونے والی کتاب کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔ کیا یہ قرینہ اور اس کے علاوہ یہ بھی کہ باقی کسی اور نے اس قسم کا کتاب الفہرست کا نسخہ نہیں دیکھا اور اس کا ذکر نہیں کیا یہ خیال نہیں آتا کہ علامہ تہرانی اس طبع کے نسخے کی پہچان میں مغالطے کا شکار ہو گئے اور انہوں نے طبع ہند کو ہی طبع لیدن سمجھ لیا۔ یا جب وہ یہ شرح (جس کا خلاصہ ہم نے نقل کیا ہے) پیش کر رہے تھے تو طول زمان کی وجہ سے اس کی خصوصیات بھول بیٹھے اور اس وجہ سے خلط کا شکار ہو گئے؟

فہرست کا اعتبار اور اس پر نقد

شیخ طوسی کی کتب کے اعتبار کے اثبات کے لیے اصل کتاب کی تحقیق سے زیادہ ان کے مؤلف کے اعتبار سے استناد کرنا چاہیے۔ شیخ طوسی کے علمی مقام کی عظمت وارجمندی ایسی ہے

present ziaraat.com

کہ ان کی تالیفات کے بے اعتبار ہونے کے خیال کو کلی طور پر مردود یا کم از کم ضعیف کر دیتی ہے۔ان کی تحریرات و تالیفات ہر رشتے میں نئی راہیں کھولنے والی، نئی روش متعارف کروانے والی اور ان کی علمی حوالے سے فراوان قدرت اور ان سے پہلے کم سابقہ ہونے کی نشانگر ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ حدیث کی مشہور چار کتب میں سے دو: تہذیب الاحکام اور الاستبصار اور علم الرجال کے زمینے میں چار قابل اعتماد کتب میں سے تین یعنی فہرست، الرجال اور اختیار الرجال، اور ان کے علاوہ ان کی دوسری کتب جو مختلف خاص موضوعات جیسے تفسیر، کلام، اصول اور فقہ میں ممتاز و برجستہ اور ایک نئی روش ایجاد کرنے والی ہیں۔ اس بنا پر ان کی فن رجال سے متعلق آراء اور نظریات میں اعتراض وارد کرنا ایک مشکل اور احتیاط سے بعید کام ہے۔

عملی طور پر بھی شیخ کی دو کتابیں یعنی فہرست اور الرجال ان کے زمانے کے بعد سے ہمیشہ بزرگ اور نامور علماء جیسے محقق، علامہ، ابن طاؤوس، شہید اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے قابل توجہ اور قابل اعتناء رہی ہیں۔ اور سماء المقال (ص ۵۲) میں علامہ کلباسی کے بقول مشہور علماء نے شیخ کی توثیقات و تضعیفات اور رجال کے بارے میں ان کی دیگر آراء کو نگاہ اعتبار و یقین سے دیکھا ہے۔ البتہ اس کے باوجود بھی ہم کلی طور پر رجال کے زمینے میں شیخ طوسی کی ہر بات کو صحت پر محمول اور ان کی کتاب میں موجود کچھ اغلاط کو صرف نظر نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بات

present ziaraat.com

ذہن میں رکھنی چاہیے کہ شیخ کی اغلاط ان کی متقن اور درست آراء کے مقابل بہت ہی ناچیز اور نادر ہیں۔

اس زمانے کے رجالی محقق، شیخ محمد تقی شوستری نے اپنی سراسر تحقیق و تحلیل سے پر کتاب قاموس الرجال میں کچھ ایسے موارد کی جانب اشارہ کیا ہے جہاں شیخ سے کتاب فہرست اور الرجال میں غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔اور مذکورہ کتاب کی بیسویں فصل میں ابو غالب زراری کے ترجمے میں ان غلطیوں میں سے کچھ (کو) نمونے (کے طور پر) پیش کیا ہے۔

محقق شوستری کے مطابق شیخ کی اغلاط کی اصل وجہ فہرست ابن ندیم سے بہت زیادہ مقامات پر نقل کرنا ہے جو خود ہی چنداں متقن اور قابل اعتماد نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب بھی شیخ نجاشی اور شیخ طوسی کی نظرات میں اختلاف ہو، تو نجاشی کا کہا مقدم ہے کیونکہ انہوں نے اپنی پوری کتاب میں فقط ایک مقام کے علاوہ فہرست ابن ندیم سے قول نقل نہیں کیے۔[۷۳]

اس کے باوجود بھی شیخ طوسی و نجاشی کے درمیان اختلافی موارد میں ہمیشہ نجاشی کے قول کو مقدم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اکثر مقامات پر حتمی حاکم قرائن خارجی ہیں۔(اس حوالے سے (جو کچھ کہاں بیان کیا گیا) 'تقابل میان فہرست نجاشی و شیخ طوسی' کے عنوان کے تحت ،اس بارے میں اس سے بڑھ کر بات کریں گے)

---

[۷۳] قاموس الرجال: ج۱، ص۷۳تا۳۹.

present ziaraat.com

[وہ کتب جو الفہرست کے محور پر لکھی گئی ہیں]

وہ کتابیں جو الفہرست کے محور پر لکھی گئیں اور وہ متعدد ترتیبات جو شیخ طوسی کے دور کے بعد اس کے محور پر مرتب ہوئیں، وہ اس کتاب کے حوالے سے ہمارے علماء کے اہتمام کی ایک کھلی نشانی ہے۔ ذیل میں ہم ان تمام موارد کا ذکر کریں گے جن تک ہم اس زمینے میں دسترسی حاصل کر سکے ہیں:

ا۔ معالم علماء: یہ کتاب اپنے مؤلف رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی (م ۵۸۸ھ) کی تصریح کی بنا پر شیخ طوسی کی فہرست کی تکمیل و تتمہ کے طور پر لکھی گئی ہے۔ اس میں ان تمام ناموں کے علاوہ جو فہرست میں آئے ہیں اس گروہ کے نام بھی شامل ہیں جو شیخ کے معاصرین اور ان کے بعد والوں میں سے ہیں۔ اس کتاب میں جن افراد کا ذکر ہوا ہے ان کی تعداد ان شاعروں کو چھوڑ کر جن کے ناموں کے لیے اس کتاب کی آخری فصل کو مختص کیا گیا ہے، ۹۹۰ ہے۔ اگرچہ یہ کتاب فہرست میں ذکر ہونے والے ۹۰ ناموں اور ۶۰۰ سے زیادہ کتب کے ذکر پر بھی مشتمل ہے، لیکن اسناد کے حذف کی وجہ سے، مجموعی طور پر الفہرست سے مختصر تر ہے۔ اسماء کی ترتیب میں کبھی کبھار ان کی وثاقت یا ضعف کے ساتھ ساتھ ان کی تاریخ وفات کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے، اور یہ اس کتاب کا شیخ طوسی کی الفہرست پر ایک اور امتیاز ہے۔ ناموں کی ترتیب میں فقط پہلے حرف کی مراعات کی گئی ہے اور حرف دوم و سوم وغیرہ کو خاطر میں نہیں لایا گیا۔ اس بنا پر ابراہیم و بلال کے درمیان ترتیب ہے، لیکن ابراہیم و

present ziaraat.com

احمد کے درمیان ترتیب موجود نہیں۔ یہ کتاب پہلی بار سن (۱۳۵۳ھ) میں مرحوم عباس اقبال کی کوشش، تصحیح، تقابل اور مقدمے کے ساتھ تہران سے شایع ہوئی تھی۔ دوسری بار یہ کتاب سن (۱۳۸۱ھ) میں آقائے سید صادق بحر العلوم کی تعلیق اور مفصل مقدمے کے ساتھ ۱۵۳ صفحات میں نجف سے طبع خانہ حیدریہ سے شایع ہوئی اور دسترس میں ہے۔

۲۔ فہرست: تالیف شیخ منتجب الدین علی بن ابی القاسم عبید اللہ بن بابویہ القمی (م بعد از ۵۸۵ھ)[٧٤]۔ اس کتاب کا نام 'اسماء مشائخ الشیعۃ و مصنفیھم' ہے اور اس کا موضوع ان صاحبان اصول و مصنفات کا ذکر کرنا ہے جو شیخ طوسی کے بعد آئے ہیں یا ان کے معاصر تھے اور ان کا نام الفہرست میں ذکر نہیں کیا گیا۔ پس یہ کتاب اس وجہ سے کہ فقط شیخ طوسی کے معاصرین اور ان سے متاخرین کے ذکر پر مشتمل ہے اپنی ہم زمان کتاب یعنی معالم علماء جس میں شیخ کے مقدمین کا بھی ذکر ہے، سے موضوع کے اعتبار سے مختلف ہے۔ معالم العلماء کے مقدمے میں مرحول عباس اقبال کی تحقیق کی بنا پر، اس کے باوجود کہ یہ دونوں کتابیں تقریباً

---

[٧٤] منتجب الدین نے طویل عمر پائی اور انہوں نے چھ سو ہجری میں روایت حدیث کے لیے اجازہ عامہ دیا، اس پر یہ کلام ذیل دلیل ہے: ((منتجب الدین ابو الحسن علی بن عبیداللہ بن الحسن بن الحسین بن الحسن بن الحسین بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی الرازی المحدث المقری، ذکرہ الشیہخ الحافظ صائن الدین ابو رشد محمد بن ابی القاسم بن الغزال الاصبھانی فی کتاب جمع المبارک و النفع المشارک من تصنیفہ و قال : اجاز عامۃ سنۃ ستمائۃ ، و لہ کتاب الاربعین ، رواہ عند مجد الدین ابو المجد محمد بن الحسین القزوینی...))(حاشیہ و تعلیقات دیوان قوامی رازی، از جلال الدین محدث ارموی، ص۲۲۹).

present ziaraat.com

ایک ہی زمانے میں اور ہم عصر مؤلفین کی جانب سے لکھی گئیں ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی ان دونوں کو ایک دوسرے کی کتاب کے حوالے سے کوئی خبر نہیں تھی۔ یہ مطلب شیخ منتجب الدین کے لیے تو کوئی جائے تردید نہیں رکھتا، کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمے میں الفہرست شیخ طوسی کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: ((و لم یصنف بعده شیء من ذلک...)) [اور شیخ کے بعد اس قسم کی کتاب نہیں لکھی گئی]۔ اب یا تو اس زمانے تک کتاب معالم العلماء لکھی نہیں گئی تھی یا پھر اس کی تالیف کے بارے میں شیخ منتجب الدین کو معلوم نہیں تھا۔ اس کتاب کی ترتیب بھی بنا کسی کمی و زیادتی کے وہی ہے جو کتاب معالم کی ہے اور اس کا حجم کتاب مذکور سے کم ہے۔ یہ کتاب فقط ایک بار بڑی تقطیع (رحلی) میں مشہور کتاب بحار الانوار کے ساتھ پچیسویں جلد کے آغاز میں چاپ سنگی کے ساتھ شایع ہوئی ہے اور تصحیح و دوبارہ طبع ہونے کی محتاج ہے۔

۳۔ تلخیص الفہرست: تالیف شیخ نجم الدین ابو القاسم جعفر بن الحسین بن یحیی المعروف بہ محقق حلی (م ۶۷۶ھ)۔ اس کتاب میں فقط رجال و مؤلفین کے اسماء اور ان کی بعض خصوصیات پر اکتفاء کیا گیا ہے اور ان کی کتابوں کے نام اور ان کے مؤلفین تک کی اسناد کو بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ الذریعہ میں علامہ تہرانی کے بقول اس کتاب کا ایک نسخہ علامہ سید حسن صدر کے ذاتی کتابخانے میں موجود ہے۔

present ziaraat.com

۴۔ ترتیب قہپائی: جیسا کہ ہم جانتے ہیں مولی عنایت اللہ قہپائی جو علم الرجال کے بڑی چار کتب کو ایک مجموعے میں بنام مجمع الرجال جمع کرنے والے ہیں، نے کتب اصول رجال میں سے بعض کتب کو جداگانہ بھی مرتب کیا تھا، جس کی تفصیل اختیار الرجال کی ترتیب کی بحث میں گزر چکی ہے۔ جن کتابوں کو انہوں نے مرتب کیا تھا ان میں سے ایک الفہرست ہے جس کی جانب انہوں نے خود ہی مجمع الرجال کے مقدمے میں اشارہ کیا ہے۔[۷۵]

ترتیب بحرانی: شیخ علی بن عبداللہ الاصبعی البحرانی (م ۱۱۲۸ھ) نے بھی الفہرست کو مرتب کیا۔ یہ کتاب الذریعہ کی جلد چہارم میں شمارہ ۲۷۷ پر ثبت ہے۔ اس کتاب کی خصوصیات اور یہ کہ اس کا نسخہ باقی ہے یا نہیں اور کہاں ہے، اس بارے میں ہمیں کوئی خبر نہیں۔

۶۔ شرح فہرست: تالیف شیخ سلیمان بن شیخ عبداللہ البحرانی الماحوزی (م ۱۱۲۱ھ)۔ انہوں نے الفہرست کی شرح، تصحیح کے ساتھ ساتھ ان کے تراجم کو بھی مرتب کر کے اس کا نام معراج الکمال الی معرفۃ الرجال رکھا۔ لیکن یہ کتاب پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی اور فقط حرف الف (سماء المقال: ص ۴۲ میں کلباسی کے بقول) یا حرف تاء تک (سید صادق بحر العلوم کی نقل

[۷۵] الذریعہ: ج ۴، ص ۶۴.

present ziaraat.com

کے مطابق جو انہوں نے رجال شیخ کے مقدمے میں لؤلؤۃ البحرین سے شیخ یوسف بحرانی سے نقل کی ہے) ہی رشتہ تحریر سے مزین ہو سکی۔

الذریعہ (ج۴، ص۶۶) میں علامہ تہرانی نے بقول علمائے فضلاء میں سے کسی ایک نے فہرست کو حروف کی ترتیب یعنی حرف اول و دوم و سوم کے لحاظ کے ساتھ مرتب کیا اور وہ اس سے سن ۱۰۰۵ھ میں فارغ ہوئے۔ اور یہ وہی نسخہ ہے جو سن ۱۲۷۱ھ میں کلکتہ سے طبع ہوا تھا۔[۷۶]

و ما توفیق الا باللہ العلی العظیم والحمد للہ رب العالمین.

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۸ ہجری، روز ولادت کریم اہلبیت امام حسن مجتبیٰؑ، بمطابق ۱۰ جون، ۲۰۱۷، ۰۸:۳۰ بجے اس کتاب کے ترجمے سے فراغت حاصل ہوئی۔ خدا اس حقیر سی کاوش کو اس گناہگار سے قبول فرما کر فقیر کے گناہوں کی بخشش کا سہارا قرار دے۔ آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، بحق محمد و آلہ الطاہرین

بندۂ ثقلین، سید سبطین علی نقوی امروہوی

---

۷۶ یہاں تک علم الرجال کی چار اصلی کتابوں میں سے دو یعنی اختیار الرجال اور فہرست شیخ طوسی کے بارے میں کلام کیا گیا. اس طرح اس مقالے کا تتمہ دو اور کتب یعنی کتاب الرجال یا الابواب، تالیف شیخ طوسی اور کتاب فہرست معروف بہ رجال نجاشی تالیف ابوالعباس احمد نجاشی پر مشتمل ہو گا. امید ہے کہ یہ تتمہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچے.

(رہبر معظم نے یہ مقالہ کافی سالوں پہلے تالیف فرمایا تھا، اور اب تک اس کا وہ تتمہ منظر عام پر نہیں آیا جس کی جانب انہوں نے خود ہی پاورقی میں اشارہ فرمایا ہے. مترجم)

present ziaraat.com

فہرست

مطالب	صفحہ نمبر
علم الرجال کا موضوع	6
علم الرجال کی تعریف	6
شیخ نجاشی و طوسی کے دور تک علم الرجال کی اجمالی تاریخ کا بیان	8
علم الرجال کے تمام مضامین و موضوعات میں تدوین کا آغاز و سبب	17
اختیار الرجال اور فہرست	23
اختیار الرجال یا تلخیص رجال کشی؟	25
اشارہ	25
کتاب کے مشخصات	25
کتاب کی نسبت شیخ طوسی کی جانب	29
کشی کی اصلی کتاب کا نام	38
شیخ طوسی کے انتخاب و تلخیص کی روش	42
وہ کتب جو اختیار الرجال کے محور پر لکھی گئیں	44
کیا رجال کشی کا کوئی اور انتخاب بھی موجود ہے؟	48
الفہرست	50
اشارہ	50
کتاب کے مشخصات	54
کتاب کی وضع و ترتیب	57
فہرست کے نسخوں کی کیفیت اور حالت	57

www.ziaraat.com

فہرست کے طبع شدہ نسخوں کی کیفیت اور حالت 60

فہرست کا اعتبار اور اس پر نقد 61

[وہ کتب جو الفہرست کے محور پر لکھی گئیں] 64

فہرست 69

www.ziaraat.com